عیسائیت کی رسومات اور عقائد اور اسلام کی تعلیمات کا جائزہ

An Examination Of the Rituals and Beliefs Of Christianity And The Teachings Of Islam

1. Sadia Rehman	2. Dr. Rizwana khaliq
Lecturer in Islamic Studies , Jinnah college for women University of Peshawar, KPK Pakistan	Assistant professor Department of persian G c University Lahore
Email: sadiarehman@uop.edu.pk	**Email:** rizwanakhaliq3@gmail.com

3.Dr Hafeez ur Rehman Rajput
Assistant professor
Islamic studies Department
Government College University Hyderabad
hafeezurrehman@gcuh.edu.pk

To cite this article:

1.Sadia Rehman 2.Dr.Rizwana Khaliq 3.Dr.Hafeez ur RehmanRajput , Jan – June (2024) Urdu

Al-Bahis Journal of Islamic Sciences Research, *1*(2),265-286 Retrieved from https://brjisr.com/index.php/brjisr/article/view/14

Attribution-NonCommercial-ShareAlike 4.0 International (CC BY-NC-SA 4.0)

OPEN ACCESS

عیسائیت کی رسومات اور عقائد اور اسلام کی تعلیمات کا جائزہ

An Examination Of The Rituals And Beliefs Of Christianity And The Teachings Of Islam

Abstract

The traditional world religions focus on the private life of the individual and aim to regulate it with rituals and formal prayers. They prescribe ceremonies and observances which are required to be carried out on specified times and days and on special occasions during the year. These religions have their own set of dogmas and require their followers to accept them without question. They endeavor to cultivate, through their dogmas and the prescribed rituals, a moral sense in their followers and expect that this would enable the individual to conduct himself correctly in all his personal matters as well as his communal life. They leave the individual free to chart his own course and devise his own modus operandi the collective lite of the community and its politico-economic affairs.

As a system of life, Islam is an all-pervasive and multifaceted mechanism which is involved in matters relating to the individual and the society and to the state and its institutions. It provides policy framework, guidelines, instructions, sanctions and authorization on all activities, individual or collective, in a country or a social group. At the state level it is concerned with matters such as the ideological basis of the state, the organization of the state's machinery, political and fiscal structure, public and personal laws, statutory regulations, rules, procedures, policy directives, etc. For the political system of the state it enumerates the guidelines on issues such as sovereignty of the state.

Keywords: Ritual , Belief , Christinity , Islaming Teaching , Sin' Atonement and Redemption

حضرت عیسی علیہ السلام اللہ کے ان برگزیدہ پیغمبروں میں سے ہیں جن پر کتاب نازل کی گئی اور انھیں اپنی قوم یعنی بنی اسرائیل کی اصلاح کی ذمہ داری سونپی گئی تھی۔ اپنی تمام تر صلاحیتوں اور اللہ کی رحمتوں کے سائے میں انھوں نے اس ذمہ داری کو خوش اسلوبی کے ساتھ نبھایا۔ مگر انھوں نے اپنی قوم یعنی یہود کی ریشہ دوانیوں کی وجہ سے کئی تکالیف بھی برداشت کیں، بات ان کی گرفتاری اور سزا تک جا پہنچی تو اللہ تبارک تعالی نے عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھالیا اور اس طرح یہودیوں کی سازشیں ناکام ہوئیں اور اللہ الرحمن الرحیم نے اپنے برگزیدہ بندے کو اپنی جوار رحمت میں جگہ دی۔

اپنے سے پیش رو کتب کی طرح انجیل بھی نزول زمانہ کے وقت نہیں لکھی گئی۔ حضرت عیسی علیہ السلام کے رفع سماں کے بعد تبلیغ انجیل زبانی طور پر جاری رہی۔ پھر ایک وقت گزرنے کے بعد حضرت عیسی علیہ السلام کے ماننے والوں نے انجیل کو لکھنے کا ارادہ کیا۔ اپنی یاداشت کے زور پر جو انھیں یاد تھا یا جو اچھا محسوس ہوا لکھ دیا گیا۔ اسی طرح وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ لوگ انجیل میں تبدیلیاں کرتے رہے مگر آج بھی اس میں کچھ نہ کچھ تعلیمات عیسی علیہ السلام اب بھی موجود ہیں۔

ہر مذہب کے عام پیروکاروں کی طرح عیسائی بھی یقین رکھتے ہیں کہ عیسائیت ایک عالم گیر مذہب ہے،اوراس کی تعلیمات آفاقی وہمہ گیر ہیں، جنہوں نے تہذیب وتمدن کی بنیاد رکھی اور انسانوں کو بلند اخلاقی اقدار اور انسانیت کی رفعتوں سے آشنا اور ہم کنار کیا ہے۔ مگر افسوس ہے کہ ان کی کتاب مقدس "بائبل" ان کے اس دعوئی میں ان کا ساتھ نہیں دیتی۔

بائبل میں جہاں ماں باپ کی عزت کا حکم ہے تو وہیں ماں کے ساتھ بے ادبی سے پیش آنے کے واقعات بھی درج ہیں۔ قصاص وبدلہ لینے کی انسانی جبلت کو اس طرح دبایا گیا ہے کہ اگر دشمن تمہیں ختم بھی کردے ظلم کے پہاڑ توڑدے پھر بھی ان کے سامنے اُف تک کرنے کی اجازت نہیں، یہ تعلیم سراسر خلاف فطرت ہے اور معاشرہ میں ظلم وجبر کی پشت پناہی کی حیثیت رکھتی ہے جو کہ ایک بہت بڑے بگاڑ کا سبب بن سکتی ہے۔

طلاق جو کہ بعض حالات میں انسانی ضرورت ہے، بائبل میں اس کے متعلق حکم دیا گیا ہے کہ طلاق صرف اسی صورت میں دی جاسکتی ہے جب عورت بدکاری کرے ورنہ نہیں۔اس تعلیم نے عیسائی معاشرہ پر ایسے اثرات چھوڑے کہ وہ اخلاقیات کے نام پر دھبہ بن گئی۔ جس کی مثالیں یورپ وامریکہ میں سرعام دیکھی جاسکتی ہیں کہ وہاں لوگ ان ہی تعلیمات کی وجہ سے شادی کرنے کے بجائے ناجائز تعلق کو ترجیح دیتے ہیں جس کے نتیجہ میں یہ خاندانی نظام تباہ ہو چکا ہے فحاشی اور بے حیائی کے اڈے عام ہیں۔ یہاں تک کے ان کے گرجا اور ٹمپل بھی اس سے محفوظ نہیں رہے۔

ایسی تعلیمات کے باوجود عیسائی مبلغین کو بائبل کی اخلاقی تی تعلیمات پر بہت ناز ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ان تعلیمات کو سامنے لا کر ان کا جائزہ لیا جائے تاکہ ان کی حقیقت سامنے آسکے۔

عیسائیت کی تعریف

عیسائیت وہ مذہب ہے جس کی بنیاد پہلی صدی میں مسیح ناصری نے رکھی اور جس کا محور ان کی زندگی کا مقصد حیات اور پیغام ہے۔[1]

اس کی تشریح میں مذکورہ انسائیکلوپیڈیا کے مقالہ نگار لکھتے ہیں " اپنی مختلف شکلوں کے باوجود عیسائیت کی پہچان اس کے متعدد عقیدے ہیں جنہیں عیسائیوں کے ہاں عالم گیر قبول عام حاصل ہے یعنی خدا کو خالق مانا، انجیل کو خدا کا کلام ماننا، یسوع علی نام کو خدا کا بیٹا اور نوع انسانی کی طرف خدا کا آخری مجسم پیغام ماننا، یسوع کو خدا کے علاوہ مکمل انسان ماننا ،ان کی قربانی پر یعنی موت اور معجزانہ طور پر جی اٹھنے پر یقین رکھنا اور یہ تسلیم کرنا کہ وہ اپنی قربانی اور رفع آسمانی کی بدولت ان تمام لوگوں کو معافی نجات اور ابدی زندگی دلوانے پر قادر ہیں جو ان کے وسیلہ سے خدا کی طرف آئیں۔(ایضاً)

عقائد کا خلاصہ

1۔ نظریہ تثلیث یعنی خدا کو خالق ماننے کے ساتھ ساتھ یسوع اور روح القدس کو خدا ماننا۔

2۔ نظریہ جسم یعنی یہ عقیدہ کہ خدا نے یسوع کا روپ دھار کر انسانی اور ارضی زندگی بسر کی۔

3۔ نظریہ ابنیت یعنی یسوع کو خدا اور خدا کا مظہر ماننے کے علاوہ خدا کا بیٹا ماننا۔

4۔ نظریہ کفارہ یعنی یہ عقیدہ کہ یسوع کے صلیب پر مرنے اور پھر جی اٹھنے سے انسان کی نجات کی صورت پیدا ہوئی اور انسان کا ازلی گناہ معاف ہوا۔

5- نظریہ آمد ثانی یعنی یسوع کی دوبارہ آمد پر یقین۔

6 - نظریہ کتاب، یعنی مروجہ اناجیل کو خدا کا کلام ماننا۔

نظریہ تقسیم کیوں اپنایا

الوہیت کے لیے ضروری ہے کہ انسان رشد وہدایت کے لیے وہ تجرید وتریہ کی بلندیوں سے نیچے اترے اور انسانی قالب اور بشری سانچے کی حدبندیوں کو قبول کرے کیونکہ اس کے بغیر محدود کا تعلق غیر محدود سے سمجھ میں آنے والا نہیں۔

[1] - The Amreican People's Encyclopedia, Chicago, 1960 ,vol-5, P435

تفصیلی عقائد

تین تفصیلی عقیدے ہیں (1)رسولی عقیدہ (2)نیقاوی عقیدہ (3)اثناسی عقیدہ

ان تین عقائد کے بارے میں ہارنیک اپنی کتاب تاریخ عقیدہ میں لکھتا ہے''رسولی عقیدہ کو رسولوں نے جنم نہیں دیا۔ نیقاوی عقیدہ نہ نیقیہ میں وجود میں آیا اور قسطنطینیہ میں اور اشاسی عقیدہ اثناسیس کی تحقیق نہیں ہے۔

مسیحی کلمہ

عیسائی عالم مختار عیم شیلوہ اپنی کتاب تفہیم الکتاب حصہ اول میں لکھتے ہیں کہ مختصر طور پر مسیحی کلمہ یہ ہے "یسوع مسیح خدا کا بیٹا ہے۔اور تفصیلی اعتبار سے رسولوں کا عقیدہ ہمارا شخصی اور عالم گیر اقرار الایمان ہے۔

1-رسولوں کا عقیدہ

ان تینوں عقیدوں کا متن اور اس پر قاموس الکتاب کے مولف کا تبصرہ مندرجہ ذیل ہے۔

قاموس الکتاب کے مولف لکھتے ہیں چونکہ اس میں رسولوں کی تعلیم کا نچوڑ یا خلاصہ پایا جاتا ہے اس لیے اس کو رسولی عقیدہ کہتے ہیں۔اس کے چند جملے تو نئے عہد نامہ سے براہ راست اخذ کیے گئے ہیں [2] مثلاً موجود مکمل شکل میں یہ 710ء سے پہلے نہیں ملتا نہ ہی یہ 390ء سے پہلے اس نام سے کہلاتا تھا۔400ء کے بعد یہ روایت چلی (یا خود بنائی گئی۔از مصنف) کہ روح القدس کی ہدایت سے بارہ رسولوں نے اس کا ایک ایک فقرہ باری باری کہا۔ صرف مغربی کلیسیاؤں میں ہی اس کو ایمان کا معیار قرار دیا گیا اور وہیں سے یہ پاکستانی کلیسیا میں مروج ہوا۔ ذیل میں اس عقیدے کا متن ملاحظہ ہو۔ یہ چرچ آف پاکستان کی دعائے عام کی کتاب سے لیا گیا ہے۔ چند صدیوں میں اس عقیدہ میں کچھ اضافے کیے گئے اور اس نے آہستہ آہستہ موجودہ صورت اختیار کرلی۔ میں ایمان رکھتا ہوں خدا قادر مطلق باپ پر جو آسمان اور زمین کا خالق ہے۔اور یسوع مسیح پر جو اس کا اکلوتا بیٹا اور ہمارا خداوند ہے۔ وہ روح القدس کی قدرت سے پیٹ میں پڑا، کنواری مریم سے پیدا ہوا پنطس پیلاطس کے عہد میں دکھ اٹھایا، مصلوب ہوا اور مر گیا اور دفن ہوا، عالم ارواح میں اتر گیا، تیسرے روز مردوں میں سے جی اٹھا، آسمان پر چڑھ گیا اور خدا قادر مطلق کے داہنے ہاتھ بیٹھا ہے۔

وہاں سے وہ زندوں اور مردوں کی عدالت کے لیے آنے والا ہے۔ میں ایمان رکھتا ہوں روح القدس پر، پاک کیتھولک کلیسا پر مقدسوں کی شراکت، گناہوں کی معافی، بدن کی قیامت اور ابدی زندگی پر، آمین۔[3]

تبصرہ از مصنف

عیسائیوں کا یہ عقیدہ حضرت عیسی علیہ اسلام کے 710ء سال بعد اپنایا گیا اور اس کا نام رکھا گیا۔ چار سو سال بعد ایک روایت بنائی گئی کہ رسولوں نے اس کا ایک ایک فقرہ کہا تھا۔ ولی لوگوں کو بھی خدا کے شریک مانا گیا ہے(مقدموں کی شراکت پر)اور یہ کہ یسوع روح القدس کی قدرت سے پیدا ہوئے لہذا دونوں برابر کے مرتبہ کے نہیں ہو سکتے۔ عیسائی عقیدہ خدا کی طرف سے نہیں بلکہ اس میں صدیوں اضافے ہوتے رہے جن کے بعد اس نے آہستہ آہستہ موجودہ صورت اختیار کرلی۔

2-نقایہ کا عقیدہ

---

[2]-کرنتھیوں3:12متی16:16

Karanthinyo 3 : 12 , Matti 16 :16

[3]- قاموس الکتاب ص653-654

Qamoos ul kitab pg 653 : 654

یہ عقیدہ 325ء میں بنایا گیا جبکہ نقایا میں مشرقی اور مغربی کلیسیا کے 318 بشپ اکٹھے ہوتے تھے۔ پھر قسطنطینیہ کی مجلس 381ء اور خلقیدون کی مجلس 451ء میں اس میں اضافے کیے گئے۔ مغربی کلیسا کی مجلس عامہ نے 589ء میں تالیدو میں روح القدس کے بارے میں یہ اقرار کیا کہ وہ باپ کے علاوہ بیٹے سے بھی صادر ہوتا ہے۔ اس اضافہ کو مشرقی کلیسا نے قبول نہیں کیا۔ اس کا متن مندرجہ ذیل ہے جیسے چرچ آف پاکستان کی دعائے عام کی کتاب سے لیا گیا ہے۔ یہ عقیدہ بپتسمہ، پاک شراکت (عشاکے بانی) اور کلیسا کی ضیافتوں کے موقع پر عام طور پر پڑھا جاتا ہے۔[4]

متن

میں ایمان رکھتا ہوں ایک خدا قادر مطلق پر جو آسمان و زمین اور سب دیکھی اور ان دیکھی چیزوں کا خالق ہے اور ایک خداوند یسوع مسیح پر جو خدا کا اکلوتا بیٹا ہے، کل عالموں سے پیشتر اپنے باپ سے مولود، خدا سے خدا، نور سے نور حقیقی خدا سے حقیقی خدا، مصنوع نہیں بلکہ مولود، اس کا اور باپ کا ایک ہی جوہر ہے۔ اس کے وسیلے سے کل چیزیں بنیں۔ وہ ہم آدمیوں کے لیے اور ہماری نجات کے واسطے آسمان پر سے اتر آیا اور روح القدس کی قدرت سے کنواری مریم سے مجسم ہوا اور انسان بنا۔ اور پنطس پیلاطس کے عہد میں ہمارے لیے مصلوب بھی ہوا۔ اس نے دکھ اٹھایا اور دفن ہوا اور تیسرے دن پاک نوشتوں کے بموجب بھی اٹھا۔ اور آسمان پر چڑھ گیا اور باپ کے داہنے بیٹھا ہے۔ وہ جلال کے ساتھ زندوں اور مردوں کی عدالت کے لیے پھر آئے گا۔ اس کی سلطنت پھر ختم نہ ہو گی۔ اور میں ایمان رکھتا ہوں روح القدس پر جو خداوند ہے اور زندگی بخشنے والا ہے۔ وہ باپ اور بیٹے سے صادر ہے۔ اس کی باپ اور بیٹے کے ساتھ پرستش ہوتی ہے۔ وہ نبیوں کی زبانی بولا۔ میں ایک پاک کیتھولک رسولی کلیسا پر ایمان رکھتا ہوں۔ میں ایک بپتسمہ کا جو گناہوں کی معافی کے لیے ہے اقرار کرتا ہوں اور مردوں کی قیامت اور آئندہ جہان کی حیات کا انتظار کرتا ہوں۔[5]

3۔ اثناسیس کا عقیدہ یا اثناسی عقیدہ

یہ عقیدہ جنوبی فرانس میں وجود میں آیا۔ اس کے مصنف کا کوئی علم نہیں۔ اس کی مکمل صورت 875ء سے پہلے نہیں ملتی۔

یونانی اور روسی کلیسیائیں اسے عبادت میں استعمال کرتی ہیں مگر اس کو ایمان کے معیار کا درجہ نہیں دیتیں اور باقی کلیسیا میں اس کو محض عقیدہ کی حیثیت سے مانتی ہیں۔ اس کا مصنف اثناسیس نہیں ہو سکتا کیونکہ اس کا اصل متن لاطینی میں ہے اور یہ اثناسیس کی یونانی کتب میں نہیں پایا جاتا۔ اس کے علاوہ چوتھی صدی کے کسی بھی مصنف نے اس عقیدہ کا ذکر نہیں کیا۔ اپنی طوالت کے باعث یہ عقیدہ عبادتوں میں بہت کم استعمال ہوتا ہے۔ عقیدہ کا متن چرچ آف پاکستان کی دعائے عام کی کتاب سے لیا گیا ہے۔ اس عقیدے میں کیتھولک سے مراد رومن کیتھولک نہیں بلکہ تمام عالم گیر کلیسا ہے۔[6]

متن

1-جو کوئی نجات چاہے اسے سب باتوں سے زیادہ ضروری ہے کہ کیتھولک ایمان پر قائم رہے۔

2-اس ایمان کو اگر کوئی بے کم وکاست اور خالص نہ رکھے تو وہ بے شک ابدی ہلاکت میں پڑے گا۔

3-اور کیتھولک ایمان یہ ہے کہ ہم واحد خدا کی پرستش تثلیث میں اور ثالوث کی پرستش توحید میں کریں۔

4-نہ اقانیم کو مخلوط کریں نہ جوہر کو تقسیم۔

---

[4] ۔عبدالرحمن، البرھان، اہتمام عبدالوارث گل، اشاعت، اول جنوری 2019ء ناشر، حقوق الناس ویلفیئر فاؤنڈیشن، لاہور، ص 54،53
Abdul Rehman , AlBurhan , Ihtimam Abdul waris gul , Ashaat , Awal Jan 2019 , Nashir , Haqooq Alnas ,Welfare Foundation , Lahore , pg 53, 54

[5] قاموس الکتاب ص 654

Qamoos Ul Kitab pg 654

[6]۔ قاموس الکتاب ص 652

Qamoos Ul Kitab pg 652

5-کیونکہ اقنومیت باپ کی اور ہے اور بیٹے کی اور روح القدس کی اور۔

6-لیکن باپ بیٹے اور روح القدس کی الوہیت ایک ہی ہے، جلال برابر عظمت یکساں ازلی۔

7-جیسا باپ ہے ویسا ہی بیٹا اور ویسا ہی روح القدس ہے۔

8-باپ غیر مخلوق، بیٹا غیر مخلوق اور روح القدس غیر مخلوق۔

9-باپ غیر محدود، بیٹا غیر محدود، روح القدس غیر محدود۔

10-باپ ازلی، بیٹا ازلی، روح القدس ازلی۔

11-تاہم تین ازلی نہیں بلکہ ایک ہی ازلی۔

12-اسی طرح نہ تین غیر محدود ہیں نہ تین غیر مخلوق بلکہ ایک ہی غیر مخلوق اور ایک ہی غیر محدود۔

13-اسی طرح باپ قادر مطلق، بیٹا قادر مطلق، روح القدس قادر مطلق ہے

14-تو بھی تین قادر مطلق نہیں بلکہ ایک ہی قادر مطلق ہے۔

15-ویسا ہی باپ خدا، بیٹا خدا، روح القدس خدا ہے۔

16-تاہم تین خدا نہیں بلکہ ایک ہی خدا ہے۔

17-اسی طرح باپ خداوند، بیٹا خداوند، روح القدس خداوند ہے۔

18-پھر بھی تین خداوند نہیں بلکہ ایک ہی خداوند ہے۔

19-کیونکہ جس طرح مسیحی اصول کے سبب ہمیں ماننا پڑتا ہے کہ ہر اقنوم جداگانہ خدا اور خداوند ہے۔

20-اسی طرح کیتھولک دین کے بموجب یہ کہنا منع ہے کہ تین خدا یا تین خداوند ہیں۔

21-باپ نہ کسی سے مصنوع ہے نہ مخلوق نہ مولود۔

22-بیٹا صرف باپ ہی سے ہے نہ مصنوع ہے نہ مخلوق بلکہ مولود۔

23-روح القدس باپ اور بیٹے سے ہے نہ مصنوع نہ مخلوق نہ مولود بلکہ صادر ہے۔ محکم دلائل مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت

24-پس تین باپ نہیں بلکہ ایک ہی باپ ہے، تین بیٹے نہیں بلکہ ایک ہی بیٹا یا تین روح القدس نہیں بلکہ ایک ہی روح القدس ہے۔

25-اور اس ثالوث میں کوئی ایک دوسرے سے پہلے یا پیچھے نہیں، نہ کوئی ایک دوسرے سے بڑا یا چھوٹا ہے۔

26-بلکہ تینوں اقانیم یکساں ازلی اور باہم برابر ہیں-

27-الغرض ہر امر میں جیسا کہ اوپر بیان ہوا ہے، واحد کی پرستش تثلیث میں اور ثالوث کی پرستش توحید میں کرنی واجب ہے۔

28-پس جو کوئی نجات چاہے، ثالوث کو یونہی مانے۔

29-علاوہ اس کے ابدی نجات کے لیے ضروری ہے کہ وہ ہمارے خداوند یسوع مسیح کے تجسم پر بھی صحیح ایمان رکھے۔

30-کیونکہ یہ صحیح ایمان ہے کہ ہم اعتقاد رکھیں اور اقرار بھی کریں کہ ہمارا خداوند یسوع مسیح جو خدا کا بیٹا ہے۔ خدا بھی ہے اور انسان بھی۔

31-وہ خدا ہے باپ کے جوہر سے سب عالموں سے پیشتر مولود اور انسان ہے جو اپنی ماں کے جوہر سے اس عالم میں پیدا ہوا۔

32-وہ کامل خدا اور کامل انسان ہے۔ نفس ناطقہ اور انسانی جسم سے موجود۔

33-الوہیت کی راہ سے باپ کے برابر، انسانیت کی راہ سے باپ سے کمتر۔

34-وہ اگرچہ خدا اور انسان ہے تاہم دو نہیں بلکہ ایک ہی مسیح ہے۔

35-ایک ہی ہے اس طور پر نہیں کہ الوہیت کو جسمانیت سے بدل ڈالا، بلکہ اس طور پر کہ انسانیت کو الوہیت میں لے لیا

36-وہ مطلقاایک ہے، جوہروں کے اختلاط سے نہیں بلکہ اقوام کی یکتائی سے۔

37-کیونکہ جس طرح نفس ناطقہ اور جسم مل کرایک انسان ہوتاہے اسی طرح خدااور انسان مل کرایک مسیح ہے۔

38-اس نے ہماری نجات کے واسطے دکھ اٹھایا، عالم ارواح میں اتر گیا، مردوں میں سے جی اٹھا۔

39-آسمان پر چڑھ گیااور خدا قادر مطلق کے داہنے بیٹھاہے، وہاں سے وہ زندوں اور مردوں کی عدالت کرنے کے لیے آنے والا ہے۔

40- اس کی آمد پر سب آدمی اپنے اپنے بدن کے ساتھ جی اٹھیں گے، اور اپنے اپنے اعمال کا حساب دیں گے۔

41-تب جنہوں نے نیکی کی ہے، وہ ابدی زندگی میں اور جنہوں نے بدی کی ہے وہ ابدی آگ میں داخل ہوں گے۔

42-کیتھولک ایمان یہی ہے، اس پر اگر کوئی سچے دل سے اعتقاد نہ رکھے تو وہ نجات کو حاصل نہ کرسکے گا۔ جلال باپ اور بیٹے اور روح القدس کا ہو جیسا ابتدا میں تھا اس وقت ہے اور ابد تک رہے گا۔ آمین [7]

حضرت عیسی علیہ السلام کی اخلاقی تعلیمات قرآن کی روشنی میں

بائبل کے ایک اچھے خلاصے /موزوں جائزے کا حصول کافی مشکل کام ہے۔ بائبل میں 2 عہد نامے، مختلف طرح کی 66 کتابیں، 1189 ابواب، 31173 آیات اور 773692 الفاظ شامل ہیں۔ بائبل کی مختلف کتابیں متعدد قسم کے موضوعات کا احاطہ کرتی ہیں اور مختلف سامعین سے مخاطب ہوتی ہیں۔ بائبل کی کتابوں کو مختلف طرح کے پسِ منظر سے تعلق رکھنے والے تقریباً 40 لوگوں نے لگ بھگ 1500 سالوں کے عرصے میں قلمبند ہے۔ لہذا پوری بائبل کا خلاصہ/جائزہ ایک بہت بڑا چیلنج ہے۔ اِن باتوں کے ساتھ ساتھ بائبل کا "الہامی" مصنف رُوح القدس ہے۔ خدا کا کلام اُس کے منہ سے نکلنے والی باتیں ہیں جن کو تحریر کرنے کے لیے اُس نے نبیوں اور رسولوں کو استعمال کیا ہے ۔[8] مزید یہ کہ اُن تمام لوگوں میں جو یسوع پر ایمان لائے ہیں رُوح القدس بسا ہوا ہے۔[9] بائبل کو سمجھنے میں رُوح القدس ہماری مدد کرنا چاہتا ہے۔[10]

گناہ' کفارہ اور نجات

دین عیسائیت میں عقائد کے بنیادی اصولوں میں "عقیدہ کفارہ" (فدیہ) کو جڑ کی حیثیت حاصل ہے 'جس سے ایک اور شاخ "نجات" نکلتی ہے۔

دین عیسائیت کے تحت کفار (فدیہ) اس "موروثی گناہ" پر یسوع مسیح علیہ السلام نے دیا تھا 'جو حضرت اماں حوا اور حضرت آدم علیہ السلام سے باغ عدن (جنت) میں رہتے ہوئے خدا کی نافرمانی کی صورت میں ہوا تھا۔ اور اسی کفارہ (فدیہ) کی وجہ سے انسان کی "موروثی گناہ" سے "نجات" ہوئی جس کا پس منظر دین عیسائیت یوں بیان کرتا ہے:

---

[7] عبدالرحمن، البرھان، اہتمام عبدالوارث گل، اشاعت اول جنوری 2019ء ناشر، حقوق الناس ویلفیئر فاؤنڈیشن، لاہور۔ ص 56،57
قاموس الکتاب، ص 652تا 653

Abdul Rehman , AlBurhan , Ihtimam Abdul waris gul , Ashaat , Awal Jan 2019 , Nashir , Haqooq Alnas ,Welfare Foundation , Lahore , pg 53, 54
Qamoos ul Kitab Pg 652 , 653

[8] تیمتھیس 3 باب 16-17 آیات؛ 2 پطرس 1 باب 21 آیت

Metheen 3 baab 16 -17 Ayaat , 2 Patras 1 baab 21 Ayaat

[9] رومیوں 8 باب 9 آیت؛ 1 کرنتھیوں 12 باب 13 آیت

Romio 8 baab 9 Ayyat , 1 Karnthiniyon 12 baab 13 Ayyat

[10] کرنتھیوں 2 باب 10-16 آیات

Ayyat0-161 Karnthiniyon 2 baab 1

" اماں حوااور حضرت آدم علیہ السلام نے باغ عدن (جنت) میں رہتے ہوئے جو پہلا گناہ" شجرہ ممنوع" کھانے کی صورت میں کیا تھا۔ "[11]
اس گناہ کی یہ صورت " موروثی" طور پر بعد کی اولاد آدم میں بھی چلتی رہی اور چلی آرہی ہے۔
لہٰذاخداوند کی "صفت رحمی" نے یہ نہ چاہاکہ اولاد آدم بعد موت میرے حضور گناہ لے کر آئے اس بناپر خداوند نے اپنے "اکلوتے بیٹے" یسوع مسیح علیہ السلام کی صورت میں دنیامیں آکر انسان کے اس دائمی اور "موروثی گناہ" سے اس کی "نجات" کا فیصلہ کیا،[12] جس کی عملی صورت میں یسوع مسیح نے تمام انسانوں کے اس دائمی اور "موروثی گناہ" کے کفارہ (فدیہ) کے لئے اپنی جان صلیب پر دی۔اس "صلیبی کفارہ" سے نہ صرف دائمی اور "موروثی گناہ" معاف ہو گیا بلکہ دیگر اور گناہوں کی معافی بھی اس سبب سے ہوئی۔[13] لہٰذا اب دنیاکا جو بھی انسان (پتسمہ) لیتے ہوئے یسوع کے اس کفارہ (فدیہ) پر ایمان لائے گا' وہ دائمی "موروثی گناہ" سے معافی و "نجات" کے ساتھ ساتھ بعد موت "ابدی زندگی" (جنت) میں داخل ہو گا۔

گناہ

یسوع مسیح علیہ السلام نے دوسروں کے گناہوں کے بدلے خود اپنی جان صلیب پر دی تاکہ اس وقت کی اور آئندہ آنے والی اولاد آدم کے گناہوں کی معافی ہو سکے۔لہٰذا اولاد آدم کے موروثی اور دیگر گناہوں کی معافی کے سلسلے میں یسوع مسیح علیہ السلام کے اس صلیبی کفارہ (فدیہ) کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم دیکھتے ہیں کہ بائبل مقدس اس بارے میں کیا کہتی ہے۔حزقی ایل باب 18 آیت 20 کے تحت بائبل کہتی ہے
" جو جان گناہ کرتی ہے وہی مرے گی۔بیٹا باپ کے گناہ کا بوجھ نہ اٹھائے گا اور نہ باپ بیٹے کے گناہ کا بوجھ۔ "
یسعیاہ باب 3 اور آیت 10 کہتی ہے : " راستبازوں کی بابت کہو کہ بھلا ہو گا' کیونکہ وہ اپنے کاموں کا پھل کھائیں گے' شریروں پر واویلا ہے کہ ان کو بدی پیش آئے گی کیونکہ وہ اپنے ہاتھوں کا کیا پائیں گے۔"[14]
کیونکہ ہر ایک اپنی ہی بدکرداری کے سبب سے مرے گا۔ "
" ہر ایک جو کچے انگور کھاتا ہے اسی کے دانت کھٹے ہوں گے۔[15]
" بیٹوں کے بدلے باپ مارے نہ جائیں' ہر ایک اپنے ہی گناہ کے سبب مارا جائے۔ "
اوپر مذکور بائبل کے ان چار حوالہ جات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ہر ایک بشر اپنے ہی گناہ کی سزا کا حقدار ہو گا' اور اپنے ہی نیک اعمال کا صلہ پائے گا۔
کسی کے گناہ کی سزا کسی دوسرے کو نہیں دی جائے گی' ورنہ دوسری صورت میں یہ سراسر ناانصافی ہو گی' کہ گناہ بیٹا کرے اور سزا باپ کو ملے' یا گناہ باپ کرے اور سزا بیٹا اٹھائے۔[16]

---

[11] ۔پیدائش باب 3 آیت 1تا8
Pedaesh baab 3 Ayaar 1 to 8

[12] یوحنا کا پہلا عام خط باب 4 آیت 7تا10
Yohna first letter baab 4 Ayaat 7 to 10

[13] متی باب 20 آیت 28
Maati baab 20 Ayaat 28

[14] یرمیاہ باب 31 آیت 30
Aermiyaah baab 31 Ayaat 30

[15] ۔استثنا باب 24 اور آیت 16
Istasna baab 24 or Ayaat 16

[16] ۔خالد محمود، اسلام، عیسائیت اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام، اشاعت، جمادی الثانیہ 1420ھ، اکتوبر 1999ء، موہن روڈ چوک اردو بازار، کراچی، ص173

صلیبی کفارہ

اس لئے خونی رشتوں سے ہٹ کر عام معاشرتی ماحول میں بھی بائبل اسی قانون کی ترجمانی کرتی ہے "کہ ہر ایک بشر اپنے اچھے اعمال کی جزا پائے گا' یا برے اعمال کی سزا پائے گا' لہٰذا دوسروں کے گناہوں کے بدلے یسوع مسیح کا "صلیبی کفارہ" کہاں تک درست ہے' اوپر مذکورہ بائبل چار حوالہ جات کی روشنی میں اس کا خوب اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ اور اسی بناء پر قرآن مجید و فرقان حمید نے اس صلیبی کفارہ کی جڑ کاٹتے ہوئے فرمایا:

و قولھم انا قتلنا المسیح عیسی ابن مریم رسول اللہ وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ ھم، وان الذین اختلفوا فیہ لفی شک منہ، ما ھم بہ من علم الا اتباع الظن، وما قتلوہ یقینا "
" بل رفعہ اللہ الیہ، وکان اللہ عزیزا حکیما۔[17]

اور (یہود ملعون قرار دیئے گئے) اپنے اس قول پر کہ ہم نے مسیح عیسیٰ ابن مریم پیغمبر خدا کو قتل کر دیا حالانکہ انہوں نے نہ اس کو قتل کیا نہ سولی پر چڑھایا بلکہ (خدا کی خفیہ تدبیر کی بدولت) " اصل معاملہ ان پر مشتبہ ہو کر رہ گیا اور جو لوگ اس کے قتل کے بارے میں جھگڑ رہے ہیں بلاشبہ وہ اس (عیسیٰ علیہ السلام) کی جانب سے شک میں پڑے ہوئے ہیں ان کے پاس حقیقت حال کے بارے میں ظن (انکل) کی پیروی کے سوا علم کی روشنی نہیں ہے اور انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو یقینا قتل نہیں کیا بلکہ ان کو اللہ نے اپنی جانب (ملاء اعلیٰ کی جانب) اٹھا لیا اور غالب حکمت والا ہے۔

استفسار

اس قرآنی شہادت کے بعد ہم آتے ہیں "کتاب "کتاب الاستفسار" کے اس مقدمہ کی جانب جس میں عیسائیوں کے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب مد ظلہم العالی نے "صلیبی کفارہ" اور "موروثی گناہ" (پیدائشی گناہ) کی تردید کرتے ہوئے بہت عمدہ جواب دیا ہے' علامہ صاحب جواب دیتے ہوئے لکھتے

عیسائیوں کے نزدیک اس "پیدائشی گناہ" کی سزا عورت کو یہ دی گئی ہے کہ وہ بچے کی پیدائش کے وقت ایک تکلیف سے گزرے۔ تو اگر حضرت "پر ہیں: مسیح سولی چڑھ کر اس گناہ کو دھو گئے تو اس کا لازمی اثر یہ ہونا چاہئے تھا کہ اب عورت درد زہ سے بچہ نہ جنیں، خصوصاً وہ عورتیں جو عیسائی ہیں، اور حضرت مسیح کے سولی کے کفارہ پر ایمان رکھتی ہیں۔

"وہ کیوں اب تک اس تکلیف سے دوچار ہوتی ہیں، توراۃ کی کتاب پیدائش میں ہے' جنت کے اس گناہ کے باعث عورت کو یہ سزا دی گئی۔
میں تیرے حمل میں تیرے درد کو بہت بڑھاؤں گا اور درد سے تو لڑکے جنے گی۔"[18]
"تو اپنے منہ کے پسینے کی روٹی کھائے گا جب تک زمین میں پھر نہ جائے کہ تو اس سے نکال دیا گیا ہے۔ "[19]

Khalid Mahmood , Islam, Christianity and Sayidna Isa A.S, Publication, Jamadi Al-Thania 1420 AH, October 1999, Mohan Road Chowk, Urdu Bazar, Karachi.Pg 173

[17] ۔ یوحنا، پ ع 100

Yoohna , Pg 100

[18] پیدائش باب 3 آیت 16

. Genesis chapter 3 verse 16

[19] ۔ پیدائش باب 4 آیت 19

. Genesis chapter 4 verse 19

اب کیاعیسائی مرد اپنے پسینے کی محنت سے روٹی نہیں کمائے؟ اگر یہ محنت سے روٹی کمانااس گناہ کی سزا تھی تو یہ عمل باوجود مسیح کو سولی چڑھنے کے اب تک کیوں باقی ہے؟[20]

اوپر مذکور حزقی ایل ' یسعیاہ ' یرمیاہ 'استثناء' کے حوالہ جات اور علامہ صاحب کے جواب کے حوالہ جات کو سامنے رکھتے ہوئے "موروثی گناہ" کی من گھڑت کہانی اور "صلیبی کفارہ" کے پس منظر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے منسوب تمام روایات کی کھلے طور پر تردید ہو جاتی ہے کیونکہ یہ عقائد 'عقل اور نقل دونوں کے خلاف ہیں، جیسا کہ بائبل کی آیات خود اس بات کی شہادت دے رہی ہیں۔

اسرائیل کے گھرانے

آئیں! اب ہم اس سلسلہ کے اس جز پر غور کرتے ہیں، جس میں صلیبی کفار کو بنیاد بنا کر عیسائی حضرات یہ کہتے ہیں کہ صلیبی کفارہ اس وقت کی اولاد آدم اور آئندہ آنے والی تمام اولاد آدم کے لئے دیا گیا تھا۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت عیسی صرف اور صرف بنی اسرائیل کی ہدایت اور ان میں تبلیغ کے لئے اس دنیا میں تشریف لائے تھے چنانچہ متی کی انجیل باب ۱۵ آیت الہام میں حضرت عیسی سانے کا ارشاد ہے میں اسرائیاں کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا

۔ اور اسی بات کو مد نظر رکھتے ہوئے حضرت عیسی اپنے حواریوں کو حکم دیتے ہیں: دو غیر قوموں کی طرف نہ جانا اور سامریوں کے کسی شہر میں داخل نہ ہونا۔ (بلکہ اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے پاس جانا۔[21]

نئی پیدائش

اختصار کے ساتھ بائبل کے ان دو حوالہ جات کو سامنے رکھتے ہوئے اگر تھوڑی دیر کے لئے یوں مسیح پینے کے صلیبی آغار دوائی بات تسلیم کر لی جائے تو پھر بھی یہ بات کسی طرح قبول نہیں کی جا سکتی کہ یہودیوں میں اپنے کا وصلیبی کنارہ اس وقت کی اولاد آن مشاور آئندہ تمام اولاد آدم کے لئے دیا گیا تھا۔

لندا آگے چل کر ایک اور مقام پر مسیحی پہلے فرماتے ہیں: میں تم سے کہتا ہوں کہ جب ابن آدم نئی پیدائش میں اپنے جلال کے تخت پر بیٹھے گا تو تم بھی جو میرے پیچھے ہوئے ہو بارہ تختوں پر بیٹھ کر اسرائیل کے بارہ قبیلوں کا انصاف کرو گے۔[22]

معلوم ہوا کہ آخرت جیسے انتہائی اہم اور نازک دن کو خود عیسی اور ان کے حوارین صرف اپنی قوم بنی اسرائیل ہی کا انصاف فرمائیں گے۔

عالمی کفارہ

اس لئے تمام انسانیت کے لئے یو ں مسیح کے "صلیبی کفار و کم و سالمی کفارہ کہنے والی بات میں کتنا وزن ہے اس کا اندازہ خود قارئین بھی خوب اچھی طرح لگا سکتے ہیں آئیں اب ہم اس بات کا جائزہ لیں کہ بائبل مقدس نے وہ کون سے اعمال و افعال بتائے ہیں جن کی بنیاد پر انسان گناہوں کا کفارہ ادا کر سکتا ہے اور ابدی زندگی

کے لئے فانی زندگی میں تیاری کر سکتا ہے۔ شفقت اور سچائی سے بدی کا کفارہ ہوتا ہے اور لوگ خداوند کے خوف کے سبب سے بدی سے باز آتے ہیں۔[23]

---

[20]. خالد محمود صاحب "مقدمہ کتاب الاستفسار ص 162،163 "

" Khalid Mahmood Sahib ‹Maqdama Kitab al-astafars Pg 162, 163 "

[21] متی باب ۱۰ آیت ۹

Maati chapter 10 verse 9

[22] باب ۱۹ آیت 28

chapter 19 verse 28

[23] امثال باب ۱۹ آیت ۶۔

Amsal chapter 19 verse 6

متی کی انجیل میں ایک جگہ یسوع مسیح پہلے فرماتے ہیں: وہ اس لئے کہ اگر تم آدمیوں کے قصور معاف کروگے تو تمہارا آسمانی باپ بھی تم کو معاف کرے گا۔ اور اگر تم آدمیوں کے قصور معاف نہ کروگے تو تمہارا آسمانی باپ بھی تمہارے قصور معاف نہیں کرے گا۔" [24](باب وآیت (۱۵) امثال باب ۱۶ اور آیت 4 نے یہ بات واضح کردی ہے کہ شفقت اور سچائی بدی کا کفارہ ہے اور متی کی انجیل کے حوالہ سے سیون سی اے کے ارشاد سے معلوم ہوا کہ دوسروں کے قصور معاف کرنے والے انسان کے تصور خدا تعالی (آسمانی باپ) معاف کرے گا۔

اولاد آدم

اس لئے عیسائی حضرات کا یہ کہنا کہ یسو مسیح نے کا صلیبی کفارہ اولاد آدم کے "موروثی گناہ اور دیگر گناہوں کی معافی کا کفارہ تھا بائبل کی ان دو آیات کی روشنی کی حیثیت رکھتا ہے اس کا اندازہ لگانا مشکل نہیں۔ تو اپنی خطاؤں کو صداقت سے اور اپنی بدکرداری کو مسکینوں پر رحم کرنے سے دور کر ممکن ہے کہ اس سے تیرا اطمینان زیادہ مذکورہ آیت بدکرداری اور خطاؤں کے کفارہ کے لئے اولاد آدم کو یہ سبق دیتے رہی ہے کہ صداقت کو اپنایا جائے اور مسکینوں پر ظلم کم کیا جائے جس کی اگلی صورت قلبی اطمینان ہے۔ جو اپنے باپ کی عزت کرتا ہے وہ اپنا گناہوں کا کفارہ دیتا ہے اور ان سے باز رہتا ہے اور ہر روز اس کی دعا قبول کی جائے گی ہے۔[25]

و پانی بھڑکتی ہوئی آگ کو بجھا دیتا ہے اور خیرات گناہوں کا کفارو دیتی ہے۔[26]

معصوم اور منزہ

پہلی آیتہ باپ کی عزت کرنے کو گناہوں کا کفارہ بتلا رہی ہے اور دوسری آیت خیرات کو گناہوں کا کفارہ بتلا رہی ہے اور ظاہر ہے کہ دیگر نیک اعمال کی طرح ان دو نیک اعمال کا گناہوں کے لئے کفارہ ہوتا، عقل اور انصاف کے قریب ہے۔ لہذا ایک معصوم اور منزہ پیغمبر یوں مسیح سے کی جانب دو صلیبی منسوب کر کے موروثی گناہ اور دیگر گناہوں کی معافی اور آخرت میں نجات "کا میں جتاتا ہو خود بائبل کی تعلیمات کے خلاف ہے اور اسی وجہ سے عملی زندگی میں بائبل نے بتائے ہوئے مذہی تقاضوں سے عیسائی حضرات غافل ہیں"۔

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت وراہنمائی کے مختلف اوقات واقوام میں اپنے برگزیدہ بندوں کو اپنا رسول بنا کر بھیجا اور انسانوں کے لیے تعلیم وتربیت کا بندوبست کیا۔ ان انبیاء کا سلسلہ آدم علیہ السلام سے شروع ہوتا ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے۔ قرآن مجید نے ان انبیاء کی دعوت کے بنیادی مقاصد اور اہم نکات بیان کیے ہیں۔ انھی انبیاء ورسل میں سے بنی اسرائیل کی طرف بھیجے گئے ایک رسول حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی ہیں۔

"حضرت عیسی علیہ السلام کی نبوت کا زمانہ گو بڑا مختصر تھا (اڑھائی یا تین سال)، مگر انھوں نے اس مختصر عرصے میں تعلیمات کے وہ نقوش چھوڑے جو ہمیشہ یاد گار رہیں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان عظیم الشان (اولوالعزم) انبیائے کرام میں سے ہیں، جن کا ذکر قرآن نے بطور خاص کیا ہے [27] اور جن کی تعلیمات کا بار بار حوالہ دیا ہے۔ قرآن کریم ایک طرف تو حضرت عیسی علیہ السلام کی عظمت ورفعت کو اجاگر کرتا ہے تاکہ ان کے متعلق یہودیوں کی پھیلائی ہوئی بدگمانیوں

---

[24] باب وآیت (۱۵) امثال باب ۱۶ اور آیت 4

chapter and verse 15 , Amsal chapter 16 verse 4

[25] یشون من سیران باب 2 آیت 6

Yashun min Siran chapter 2 verse 6

[26] پیتون مین میران باب 3 آیت 22

Pitoon Man Miran of Chapter 3 verse 22

[27] ۔ القرآن 7 : 33

Al-Quran 33 : 7

کا قلع قمع ہو،اور دوسری طرف ان لوگوں کی شدید مذمت کرتا ہے، جنھوں نے انھیں خدا یا خدا کا بیٹا قرار دیا۔اس کے برعکس قرآن مجید حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صاف ستھری تعلیمات کا بار بار حوالہ دیتا ہے، جن سے عقیدہ توحید، رسالت اور معاد کی بخوبی وضاحت ہوتی ہے "[28]

قرآن نے متعدد مقامات پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات کا ذکر کیا ہے کہ انھوں نے اپنی قوم بنی اسرائیل کو کیا تعلیم دی تھی۔

اسلام میں اخلاق کی اہمیت

اخلاق صرف خوش کلامی اور ظاہری حسن سلوک کا نام نہیں بلکہ انسان کے جملہ اعمال وافعال میں توازن اور راستگی کا نام اخلاق ہے یعنی انسانی رویہ، آپس میں میل جول کے آداب واطوار، اگر یہ طور طریقے درست ہوں تو بلاشبہ معاشرہ امن وسکون کا گہوارہ ہوگا۔ اخلاق کی تعریف کرتے ہوئے مولانا صادق سیالکوٹی لکھتے ہیں کہ :

اس لئے بحیثیت نو مسلم مجھے یہ کہتے ہوئے فخر محسوس ہوتا ہے کہ دین اسلام نے بندہ کا جو تعلق اللہ تعالی کے ساتھ جوڑا ہے اور عملی زندگی میں آخری کامیابی کے لئے جو فکر دین اسلام نے عطا کی ہے اس کی مثال موجودہ عیسائیت اور دیگر ادیان میں ملنا مشکل ہے - وما توفيقي الا بالله

"خلق کے معنی ظاہری شکل صورت کے ہیں۔اور خُلق باطنی شکل وشبیہ کو کہتے ہیں۔اور باطنی شکل وشبیہ سے مراد سجھاؤ، برتاؤ، خوبی، خصلت، عادت، سیرت، طبیعت، مزاج، وصف، سلیقہ، تمیز، شعور، وقوف اور لیاقت ہے، جب تک انسان کے یہ باطنی اوصاف درست، صحیح اور اعتدال پر نہ ہوں انسان کو انسانیت زیب نہیں دیتی اور اس کی شرافت کے تاج میں آدمیت کے موتیوں کی میناکاری جھوٹے نگوں کی ریزہ کاری ہے "[29]

دنیا میں علم سے بڑھ کر کوئی عزت، بزرگی، مرتبہ اور دولت نہیں ہے، فرض کیجئے کہ ایک بہت بڑا عالم ہے، اس کے علم کا سمندر حدود فراموش، اور ناپید کنارے ہیں۔ لیکن اگر اس عالم کی طبیعت کے جوالا مکھی سے بداخلاقی کا لاوا بہتا ہو تو اس لاوے سے نہ صرف اس کے علم کا سمندر ہی خشک ہو کر کھائیوں، کھڈوں اور غاروں میں تبدیل ہو جائے گا۔ بلکہ عامتہ الناس اور اس عالم کے درمیان نفرت ونفرین کا ایک تپتا ہوا ریگ زار ظہور پذیر ہوگا۔ جس کے نتیجہ میں نہ لوگ اس کے علم سے مستفید ہو سکیں گے۔اور نہ ہی وہ علم کی ذمہ داریوں سے عہدہ برا ہوگا۔اسی طرح سوء خلق کی برائیوں اور خرابیوں کے پیش نظر آپ اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں کہ انسان کے لئے نیک خلق کس قدر لابدی اور ناگزیر ہے۔ آدمیت اپنے عروج وارتقاء اور فلاح وبقا کے لئے کس درجہ اخلاق حسنہ کی محتاج ہے۔

مولانا ابوالکلام آزاد اخلاق حسنہ کی اہمیت کے بارے میں لکھتے ہیں کہ :اخلاق درست ہوں گے تو افراد وجماعات میں میل جول بڑھے گا۔ان میں محبت وہمدردی کو فروغ حاصل ہوگا۔ ایک دوسرے کے نفع ونقصان اور دکھ سکھ کا احساس ترقی کرے گا۔ کش مکش کے اسباب رفتہ رفتہ زائل ہوتے جائیں گے۔ یہاں تک کہ پورا مجمع انسانیت ایک کنبے کے افراد اور ایک خاندان کے اعضا کی حیثیت میں رہنے سہنے لگے گا۔ ہر قلب میں احترام آدمیت کو صحیح مقام مل جائے گا"[30]

اخلاق کی تعریف میں جہاں انسانوں کے حقوق کی ادائیگی کی بات ہوگی وہیں اللہ کے حقوق کی ادائیگی لازمی ہے۔ کیونکہ انسان پر سب سے پہلے اللہ کے حقوق کی ادائیگی ہے- جس نے اسے پیدا کیا، صحت دی، رزق دیا۔اس لئے لازمی ہے کہ ایک اللہ کی عبادت کی جائے۔اللہ تعالی نے رسول اور پیغمبر بھیجے، کتابیں نازل فرمائیں، آسمان وزمین پیدا کیے اس کا مقصد کیا ہے؟ اس کا مقصد صرف یہی ہے کہ بندے اللہ کو پہچانیں، اس کی عبادت کریں توحید پر قائم رہیں اور توحید کا حق بجالائیں۔ دنیا میں صرف اسی کا دین پھیلے اور صرف اس کی اطاعت کی جائے اور بندوں کو صرف اسی کی دعوت دی جائے، جیسا کہ قرآن پاک میں ارشاد ہے :

---

[28]۔اردو دائرہ معارف اسلامیہ، ج-2، ص 371

Urdu Muarif Islamia , Vol.2 , Pg371

[29]- صادق سیالکوٹی ریاض الاخلاق، نعمانی کتب خانہ لاہور، جنوری 1980 ص 233

Sadiq Siyalkoni ,Riyaz Ul Ikhlaq , Nomani kutub khana Lahore , Jan 1980 Pg 233

[30]۔ابوالکلام آزاد پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت کے عملی پہلو، اسلامیکا فاؤنڈیشن، کراچی 2000، ص 33

Abu Al Kalam Azad Peghmber Islam (S.A.W.W) ki Seerat k Amli Pehloo , Pg 33

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ۔[31]

اور میں نے جنوں اور انسانوں کو اس لیئے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں"۔

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا إِلَّا بِالْحَقِّ وَإِنَّ السَّاعَةَ لَآتِيَةٌ فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيلَ۔[32]

اور ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو (مخلوقات) ان میں ہے اس کو تدبیر کے ساتھ پیدا کیا ہے اور قیامت تو ضرور آکر رہے گی تو تم (ان لوگوں سے) اچھی طرح سے درگزر کرو"۔

: ابن القیم الجوزیہ لکھتے ہیں کہ :

ان آیات میں اللہ یہ خبر دیتا ہے کہ خلق وامر سے اس کا مقصد یہ ہے کہ ذات خداوندی کو اس کے اسماء وصفات کے ساتھ پہچانا جائے اور صرف اسی کی عبادت کی جائے۔ کسی کو اس کا شریک و مثل نہ گردانہ جائے اور لوگ قسط وعدل پر قائم رہیں، جس قسط وعدل سے زمین وآسمان قائم ہیں۔

لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَأَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ وَالْمِيزَانَ لِيَقُومَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ۔ [33]

ہم نے اپنے پیغمبروں کو کھلی نشانیاں دے کر بھیجا۔ اور ان پر کتابیں نازل کیں اور ترازو (یعنی قواعد عدل) تاکہ لوگ انصاف پر قائم رہیں۔ "

اس آیت میں اللہ تعالی یہ خبر دیتا ہے کہ پیغمبروں کے بھیجنے اور کتاب نازل کی غرض یہ کہ قسط یعنی عدل پر قائم رہیں اور ظاہر ہے کہ بڑے سے بڑا عدل یہ ہے کہ توحید پر قائم رہیں۔ توحید راس العدل ہے اور دنیا میں توحید سے ہی عدل قائم ہو سکتے ہیں۔ شرک بڑے سے بڑا ظلم ہے اور دنیا کی ساری خرابیاں شرک ہی سے پیدا ہوتی ہیں چنانچہ اللہ کا ارشاد ہے:

إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ۔[34] بے شک شرک ظلم عظیم ہے"۔

اور واقعہ یہ ہے کہ تمام مظالم سے بڑا اور خطرناک ظلم شرک ہے اور توحید تمام عدلوں سے بڑا عدل ہے اور جو امور اس اہم مقصد یعنی توحید کے خلاف اور منافی ہوں گے وہ کبیرہ گناہ ہوں گے"۔[35]

اسلام میں عقیدہ توحید

اللہ کو عملی طور پر ایک ماننے سے انسانی زندگی پر گہرا اثر پڑتا ہے۔ یہ یقینی امر ہے کہ انسانی معاشرت یا اجتماعی زندگی کی بنیاد عدل اور صحیح مساوات پر قائم ہے اور کامل عدل اور صحیح مساوات وحدت معبود اور وحدت آدم کے بغیر ممکن نہیں۔ توحید کے ماننے سے انسان کی زندگی بالکل بدل جاتی ہے۔ ان میں سے چند کا مختصر اذکر درج ذیل ہیں۔

1۔ توحید کا انسان کی انفرادی زندگی پر سب سے نمایاں اثر یہ ہوتا ہے کہ یہ عقیدہ اُسے آزادی وحریت کے اس بلند مقام پر پہنچا دیتا ہے جس کا وہ اشرف المخلوقات ہونے کی وجہ سے مستحق ہے۔ تمام کائنات انسان ہی کے لئے پیدا کی گئی۔ لیکن جب تک انسان توحید سے واقف نہ ہو اس وقت تک وہ اتنا پست، ذلیل وخوار ہوتا

---

[31]۔القرآن 51 :56
Al-Quran 56 :51

[32]۔القرآن 15 : 85
Al-Quran 85 :15

[33]۔القرآن 57 : 25
Al-Quran 25 : 57

[34]۔القرآن 31 : 13
Al-Quran 13 :31

[35]۔ابن القیم الجوزیہ، محمد بن ابی بکر: دوائے شافی ترجمہ محمد اسماعیل گودھری، دارالابلاغ، لاہور، اکتوبر، 2000ص 315

Ibn al-Qayyim al-Jawziyya, Muhammad bin Abi Bakr: Dawai Shafi, translated by Muhammad Ismail Godhri, Darul-Balaagh, Lahore, October2000 , pg 315.

ہے کہ وہ اپنی زیر فرمان چیزوں کے سامنے جھکتا ہے انہیں اپنا آقا اور حاجت روا سمجھتا ہے۔اس کے مقابلہ پر عقیدہ توحید اسی پست انسان کو انتہائی خود دار اور باعزت بنا دیتا ہے۔

2۔اگر انسان میں خود داری ہی باقی نہ رہے تو انسانی زندگی کا واسطہ تمدنی زندگی سے ٹوٹ جائے اور زندگی وبال بن جائے اس لئے عقیدہ توحید اسے غرور و تکبر سے باز رکھتا ہے اور اس میں مناسب انکسار و تواضع پیدا کر دیتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اس کے پاس جو کچھ ہے سو اللہ کا دیا ہوا ہے اور جس طرح دینے پر قادر ہے اسی طرح چھین لینے پر بھی قادر ہے۔

3۔توحید کا عقیدہ رکھنے والا کبھی تنگ نظر نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ ایسے خدا کا ماننے والا ہے جو زمین و آسمان کا خالق ہے۔مشرق و مغرب کا مالک اور تمام جہان کا پالنے والا ہے۔اس ایمان کے ساتھ کائنات کی کوئی چیز اسے غیر فطری نظر نہیں آتی اور اپنی طرح ایک ہی مالک کی ملکیت نظر آتی ہے۔

4۔عقیدہ توحید پر ایمان لانے والا یہ بات اچھی طرح سمجھ لیتا ہے کہ پاکیزگی نفس اور نیک اعمال کے علاوہ اس کی نجات اور فلاح کا کوئی دوسرا ذریعہ نہیں ہے چونکہ وہ

ایک ایسے اللہ پر یقین رکھتا ہے جو بے نیاز ہے۔

5۔عقیدہ توحید رکھنے والا کسی حال میں مایوس اور برداشتہ خاطر نہیں ہوتا کیونکہ اُسے یقین ہوتا ہے کہ اس کا معبود زمین و آسمان کے تمام خزانوں کا مالک ہے جس کا فضل و کرم بے حد اور بے حساب ہے۔

6۔اس عقیدہ سے انسان میں قناعت اور بے نیازی کی شان پیدا ہو جاتی ہے اور وہ رشک و حسد جیسے رکیک جذبات سے پاک ہو جاتا اور سمجھتا ہے کہ رزق اللہ کے قبضہ میں ہے جس کو چاہے زیادہ اور جس کو چاہے کم دے۔

7۔یہ عقیدہ انسان میں عزم و حوصلہ اور صبر و توکل کی زبردست قوت و طاقت پیدا کر دیتا ہے۔صبر و توکل سے یہ ہرگز مراد نہیں کہ مومن کوشش کو چھوڑ بیٹھے اور ہاتھ پاؤں نہ ہلائے بلکہ یہ سمجھنا کہ اچھے مقاصد کے لئے جدوجہد اللہ کی خوشنودی کا سبب ہے اور اس میں کامیابی کا انحصار قادرِ مطلق کی مرضی پر ہے۔

8۔یہ عقیدہ انسان کو بہادر اور دلیر بنا دیتا ہے کیونکہ انسان کو دو چیزیں ہی بزدل بناتی ہیں ایک تو جان و مال اور اہل و عیال کی محبت، دوسرے یہ کہ اللہ کے علاوہ کوئی دوسرا اس کا مارنے اور جلانے والا ہے۔عقیدہ توحید یہ خیال اور اندیشہ اس کے دل سے نکال دیتا ہے۔پہلی بات تو اس کے دل میں یہ جم جاتی ہے کہ ہر چیز کا مالک و مختار اللہ ہی ہے۔دوسری چیز یہ کہ جان لینے کی قدرت اللہ کے سوا کسی کو حاصل نہیں۔

9۔یہ عقیدہ انسان کو خدا کے قانون کا پابند بنا دیتا ہے کیونکہ وہ اچھی طرح جانتا ہے کہ اللہ ہر پوشیدہ اور ظاہر سے باخبر ہے۔وہ ہماری شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے، یہ یقین جتنا مستحکم ہو گا اتنا ہی وہ اپنے خدا کے احکام کا مطیع و فرمانبردار ہو گا۔[36]

مذہب کی آزادی کا حق

اسلام نے انسان کو جو حقوق دیے ہیں ان کے ذیل میں یہ سوال بار بار ابھرتا ہے کہ اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کو کیا حقوق حاصل ہوں گے؟ اس سوال کو بعض اوقات اس طرح پیش کیا جاتا ہے کہ جیسے وہ اسلامی ریاست میں اپنی شناخت کھو بیٹھیں گے اور انھیں یہ جبر اسلامی احکام کا پابند بنایا جائے گا۔یہاں اس مسئلہ میں اسلام کے موقف کو واضح کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

دفاع کا حق

دنیا کا کوئی بھی فرد کسی دوسرے پر کسی قسم کی دست درازی کرے تو اسے دفاع کا حق ہے۔اسے نہ تو کوئی معقول مشخص غلط کہہ سکتا ہے اور نہ کسی ریاست نے اس کا انکار کیا ہے۔یہ سب ہی کے نزدیک ایک تسلیم شدہ حق ہے۔اس حق سے کسی کو محروم کرنا ظلم کو تقویت پہنچانا ہے۔جب بھی کسی نے ظلم کے سامنے خود سے گھٹنے ٹیک دیے یا اسے اس پر مجبور کیا گیا تو تاریخ بتاتی ہے کہ ظالم کے حوصلے بڑھے اور ظلم میں اضافہ ہوا۔یہ سب کچھ آج بھی ہو رہا ہے۔اس کا بڑا نقصان یہ

[36] عبدالقیوم ناطق: صراط مستقیم، طاہر سنتز کراچی، اکتوبر 1992، ص 121، 120
Abdul Qayyum Natiq: Sarat Tessim, Tahir Sintz Karachi, October 1992 , Pg 120 ,121

ہے کہ اس سے خود مظلوم کی نفسیات بدل جاتی ہے۔وہ سوچتا ہے کہ ظلم سہنااور جور و ستم برداشت کرنااس کا مقدر ہے۔وہ بعض اوقات یہ ماننے کے لیے بھی تیار نہیں ہوتا کہ ظلم وزیادتی کا جواب دینے کا بھی اسے حق حاصل ہے۔وہ اس سے زیادہ اپنے آپ کو بے بس اور مجبور سمجھنے لگتا ہے جتنا فی الواقع بے بس اور مجبور نہیں ہوتا۔بلکہ کبھی کبھی تو خود اس کی بزدلی اور نامردی ہی اسے مظلومی کے مقام پر پہنچا دیتی ہے۔

یہ ایک واقعہ ہے کہ دفاع ایک نازک عمل ہے۔اس میں سخت احتیاط کی ضرورت ہے۔بعض اوقات دفاع کے نام پر ظلم وزیادتی اور ناحق کشت وخون ہونے لگتا ہے اور اس کے متعینہ حدود و قیود کا پاس ولحاظ نہیں رکھا جاتا۔جب یہ عمل اسلام کے نام پر ہوتا ہے تو اسے دنیا ظلم، تشدد اور دہشت گردی قرار دے کر اسلام ہی کو بدنام کرنے لگتی ہے۔اور دفاع کا ہے اور دفاع کا جائز حق بھی تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتی۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ اسلام میں دفاع کا حق ہر شخص کو دیا ہے، لیکن ظلم کی قطعاً اجازت نہیں دی ہے۔اس کی تعلیم ہے کہ انسان نہ تو خود کسی پر ہاتھ اٹھائے اور نہ کسی دوسرے کو اپنے اوپر دست درازی کی اجازت دے، ظالم کے سامنے سپر نہ ڈالے بلکہ پامردی سے اس کا مقابلہ کرے۔وہ اس بزدلی اور دوں ہمتی کو پسند نہیں کرتا کہ آدمی دست بستہ اپنی جان، مال اور عزت وآبرو سب کچھ دشمن کے حوالہ کردے اور کوئی مزاحمت نہ کرے، لیکن اس کے لیے اس نے ایسی شرائط اور ایسے حدود و قیود رکھے ہیں جو سراسر عدل وانصاف پر مبنی ہیں۔اسلامی شریعت کے ماہرین نے ان کے پیش نظر بڑی باریک بینی سے دفاع کی تفصیلات مرتب کی ہیں۔ دفاع کے معاملہ میں طرح طرح کے شبہات اور غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں۔[37]

عقیدہ اور مذہب کے لیے جبر کی اجازت نہیں ہے (تجزیہ)

اسلام اس حیثیت سے ہمارے سامنے آتا ہے کہ وہ اللہ تعالی کا نازل کردہ دین ہے۔اب دنیا میں وہی واحد دین حق ہے۔اس کے علاوہ جتنے مذاہب ہیں گو وہ صداقت سے خالی نہیں ہیں، ان میں سچائی کا عصر ہو سکتا ہے اور ہے، لیکن وہ حق و باطل کا مجموعہ ہو کر رہ گئے ہیں، اس لیے ان پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔اسلام نے اپنے اس موقف کو دلائل کے ساتھ پیش کیا ہے لیکن کسی کو اس پر مجبور نہیں کیا ہے، بلکہ اسے قبول کرنے یا نہ کرنے کی آزادی عطا کی ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اندر یہ فطری خواہش تھی کہ سب لوگ اسلام کو اللہ کے دین کی حیثیت سے قبول کرلیں لیکن اللہ تعالیٰ نے کہا کہ آپ کی یہ خواہش پوری نہیں ہو سکتی۔یہ اللہ تعالی کی مشیت کے خلاف ہے۔وہ چاہتا تو خود ہی سب کو بزور وجبر اپنے دین کا پابند بنا دیتا، لیکن اس نے ایسا نہیں کیا ہے، بلکہ انسان کو آزادی دی ہے کہ وہ اس کے دین کو چاہے قبول کرے یا نہ کرے۔جب اس نے آزادی دی ہے تو کوئی بھی شخص اسے اس کے قبول کرنے پر مجبور نہیں کر سکتا۔قرآن پاک میں اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ :

وَ لَوْ شَآءَ رَبُّکَ لَاٰمَنَ مَنْ فِی الْاَرْضِ کُلُّہُمْ جَمِیْعًا ؕ اَفَاَنْتَ تُکْرِہُ النَّاسَ حَتّٰی یَکُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ۔[38]

اگر تیرے رب کی مشیّت یہ ہوتی ﴿کہ زمین میں سب مومن وفرمانبردار ہی ہوں﴾ تو سارے اہل زمین ایمان لے آئے ہوتے۔ پھر کیا تو لوگوں کو مجبور کرے گا کہ وہ مومن ہو جائیں؟ اس کا واضح اعلان ہے۔

لَاۤ اِکۡرَاہَ فِی الدِّیۡنِ ۟ۙ قَدۡ تَّبَیَّنَ الرُّشۡدُ مِنَ الۡغَیِّ ۚ فَمَنۡ یَّکۡفُرۡ بِالطَّاغُوۡتِ وَ یُؤۡمِنۡۢ بِاللّٰہِ فَقَدِ اسۡتَمۡسَکَ بِالۡعُرۡوَۃِ الۡوُثۡقٰی ٭ لَا انۡفِصَامَ لَہَا ؕ وَ اللّٰہُ سَمِیۡعٌ عَلِیۡمٌ ﴿۲۵۶﴾[39]

"دین کے معاملے میں کوئی زور زبردستی نہیں ہے۔ صحیح بات غلط خیالات سے الگ چھانٹ کر رکھ دی گئی ہے۔اب جو کوئی طاغوت کا انکار کر کے اللہ پر ایمان لے آیا، اس نے ایک ایسا مضبوط سہارا تھام لیا، جو کبھی ٹوٹنے والا نہیں، اور اللہ ﴿جس کا سہارا اس نے لیا ہے﴾ سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے۔"

---

[37]۔مزہب کی آزادی کا حق، محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ، ص132
،www.KitaboSunnat.com

The right to freedom of religion, a free online school containing diverse and unique topics with strong arguments and proofs, Pg 132

[38] القرآن 10 : 99
[39] القرآن 2 :256

اس کے ساتھ اسلام یہ بھی چاہتا ہے کہ جب اس نے دین ومذہب کے معاملہ میں جبر نہیں رکھا ہے، توخود اس کی راہ میں بھی کوئی رکاوٹ نہ ہو۔جو شخص اسے قبول کرنا چاہے آزادی سے قبول کرسکے،اس کی راہ روکنااوراس پر بندش لگانااس کی حریت فکر پر دست درازی ہے۔ایک شخص دنیا کے کسی بھی نظریہ حیات کو قبول کرنے کا حق رکھتا ہے تومعقول اور منطقی بات ہے کہ اسے اسلام کے نظریہ حیات کواپنانے کا بھی حق ملنا چاہیے۔لیکن اسلام کے مخالفین اس کے بارے میں یہ رویہ نہیں اختیار کرتے اور وہ آزادی فکر کے حق کو پامال کرتے اور جبر کے تالے انسانوں پر لگاتے ہیں۔ایک ہی معاملہ میں دوالگ الگ پیمانے اختیار کرنے کا کوئی جواز نہیں ہے۔اسلام نے کہا کہ یہ جبر اور بندش خدا کے نزدیک سخت ناروااور مذموم ہے۔اس کی پکڑ سے وہ قیامت کے روز بچ نہیں سکتے۔

قرآن مجید نے پیغمبروں اور خداپرست انسانوں کی تاریخ پیش کی ہے کہ انھیں اللہ کے دین کے مطابق عمل کرنے اور اسے اللہ کے بندوں کے سامنے پیش کرنے کی اجازت نہیں دی گئی۔انھیں دعوت وتبلیغ کا حق دینے سے انکار کیا گیااور مخاطبین کو اس کے قبول کرنے سے یہ جبر روکنے کی کوشش کی گئی۔حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دعوت حق ہی کے جرم میں آگ میں ڈالا گیا۔حضرت موسی کے قتل کا باہم مشورہ ہونے لگا تو اللہ کے ایک بندہ نے ان کے خلاف آواز اٹھائی۔

وَ قَالَ رَجُلٌ مُّؤۡمِنٌ ٭ۖ مِّنۡ اٰلِ فِرۡعَوۡنَ یَکۡتُمُ اِیۡمَانَہٗۤ اَتَقۡتُلُوۡنَ رَجُلًا اَنۡ یَّقُوۡلَ رَبِّیَ اللّٰہُ وَ قَدۡ جَآءَکُمۡ بِالۡبَیِّنٰتِ مِنۡ رَّبِّکُمۡ ؕ وَ اِنۡ یَّکُ کَاذِبًا فَعَلَیۡہِ کَذِبُہٗ ۚ وَ اِنۡ یَّکُ صَادِقًا یُّصِبۡکُمۡ بَعۡضُ الَّذِیۡ یَعِدُکُمۡ ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَہۡدِیۡ مَنۡ ہُوَ مُسۡرِفٌ کَذَّابٌ ﴿۲۸﴾[40]

"اس موقع پر آل فرعون میں سے ایک مومن شخص، جو اپنا ایمان چھپائے ہوئے تھا، بول اٹھا: کیا تم ایک شخص کو صرف اس بناپر قتل کردوگے کہ وہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے؟ حالانکہ وہ تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس بینات لے آیا اگروہ جھوٹا ہے تو اس کا جھوٹ خود اسی پر پلٹ پڑے گا۔
لیکن اگر وہ سچا ہے تو جن ہولناک نتائج کا وہ تم کو خوف دلاتا ہے ان میں سے کچھ تو تم پر ضرور ہی آجائیں گے۔اللہ کسی شخص کو ہدایت نہیں دیتا جو حد سے گزر جانے والا اور کذاب ہو۔"

حضرت موسیٰ ہی کی تاریخ کا واقعہ ہے کہ ان کی دعوت اور ان کے معجزات کے مقابلے کے لیے جادو گر بلائے گئے۔لیکن جلد ہی جادو گروں پر یہ حقیقت واضح ہوگئی کہ حضرت موسی علیہ السلام حق پر ہیں، ساحرانہ کرتبوں کے ذریعہ ان کے معجزات کا مقابلہ نہیں کیا جاسکتا۔وہ حضرت موسی پر ایمان لے آئے۔اس پر فرعون طیش میں آگیا اور اس کی آتش غضب اس قدر بھڑک اُٹھی کہ اس نے ان کے ہاتھ پیر کاٹ دینے اور سولی پر چڑھادینے کا حکم جاری کردیا۔اُن اللہ کے بندوں نے سب کچھ صبر وثبات کے ساتھ برداشت کیا۔

قَالُوۡۤا اِنَّاۤ اِلٰی رَبِّنَا مُنۡقَلِبُوۡنَ ﴿۱۲۵﴾ۚ وَ مَا تَنۡقِمُ مِنَّاۤ اِلَّاۤ اَنۡ اٰمَنَّا بِاٰیٰتِ رَبِّنَا لَمَّا جَآءَتۡنَا ؕ رَبَّنَاۤ اَفۡرِغۡ عَلَیۡنَا صَبۡرًا وَّ تَوَفَّنَا مُسۡلِمِیۡنَ ﴿۱۲۶﴾ [41]

"انہوں نے جواب دیا بہر حال ہمیں پلٹنا اپنے رب ہی کی طرف ہے۔ توجس بات پر ہم سے انتقام لینا چاہتا ہے وہ اس کے سوا کچھ نہیں کہ ہمارے رب کی نشانیاں جب ہمارے سامنے آگئیں تو ہم نے انہیں مان لیا۔اے رب، ہم پر صبر کا فیضان کر اور ہمیں دنیا سے اٹھا اس حال میں کہ ہم تیرے فرمانبردار ہوں۔"

قرآن مجید نے اصحاب اخدود کا ذکر کیا ہے کہ انھیں محض اس جرم میں دہکتی آگ میں پھینک دیا گیا کہ خدائے واحد پر، جو زمین وآسمان کا مالک ہے، وہ ایمان رکھتے ہیں :

قُتِلَ اَصۡحٰبُ الۡاُخۡدُوۡدِ ۙ﴿۴﴾ النَّارِ ذَاتِ الۡوَقُوۡدِ ۙ﴿۵﴾ اِذۡ ہُمۡ عَلَیۡہَا قُعُوۡدٌ ۙ﴿۶﴾ وَّ ہُمۡ عَلٰی مَا یَفۡعَلُوۡنَ بِالۡمُؤۡمِنِیۡنَ شُہُوۡدٌ ؕ﴿۷﴾ وَ مَا نَقَمُوۡا مِنۡہُمۡ اِلَّاۤ اَنۡ یُّؤۡمِنُوۡا بِاللّٰہِ الۡعَزِیۡزِ الۡحَمِیۡدِ ۙ﴿۸﴾ الَّذِیۡ لَہٗ مُلۡکُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ؕ وَ اللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ شَہِیۡدٌ ؕ﴿۹﴾[42]

" کہ مارے گئے گڑھے والے، اس گڑھے والے، جس میں خوب بھڑکتے ہوئے ایندھن کی آگ تھی، جبکہ وہ اس گڑھے کے کنارے پر بیٹھے ہوئے تھے،

---

[40] القرآن 28 : 40

Al-Quran 28 : 40

[41] القرآن 7: 125 ، 126

Al-Quran 7 : 125 , 126

[42] القرآن 85 : 4 تا 9

Al-Quran 85 : 4 to 9

اور جو کچھ وہ ایمان لانے والوں کے ساتھ کر رہے تھے اسے دیکھ رہے تھے۔ اور ان اہل ایمان سے ان کی دشمنی اس کے سوا کسی وجہ سے نہ تھی کہ وہ اس خدا پر ایمان لے آئے تھے جو زبردست اور اپنی ذات میں آپ محمود ہے، جو آسمانوں اور زمین کی سلطنت کا مالک ہے، اور وہ خدا سب کچھ دیکھ رہا ہے" ۔

اصحاب کہف جو چند نوجوان تھے انھیں اس کی اجازت نہیں تھی کہ وہ اپنے ایمان کا اظہار کریں، وہ بستی کو چھوڑ کر ایک غار میں پناہ لینے پر مجبور ہو گئے۔ اللہ تعالی نے انھیں اپنی قدرت سے اس غار میں کئی سو سال تک سلائے رکھا۔ جب وہ اپنی لمبی نیند سے بیدار ہوئے تو کہنے لگے کہ ہم میں سے ایک آدمی احتیاط کے ساتھ بازار جائے۔ اور کھانے کی کوئی چیز لے آئے۔ اس احتیاط کی وجہ وہ یہ بیان کرتے ہیں۔

اِنَّہُم اِنۡ یَّظۡہَرُوۡا عَلَیۡکُمۡ یَرۡجُمُوۡکُمۡ اَوۡ یُعِیۡدُوۡکُمۡ فِیۡ مِلَّتِہِمۡ وَ لَنۡ تُفۡلِحُوۡۤا اِذًا اَبَدًا ۔[43]

"اگر کہیں ان لوگوں کا ہاتھ ہم پر پڑ گیا تو بس سنگسار ہی کر ڈالیں گے، یا پھر زبردستی ہمیں اپنی ملت میں واپس لے جائیں گے، اور ایسا ہوا تو ہم کبھی فلاح نہ پا سکیں گے۔"

مخالف اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ وہ کن نازک حالات سے گزر رہے تھے۔ اور ان کے ساتھ کس قدر سخت رویہ اختیار کیا گیا تھا۔ اسلام اس طرز عمل کا Persicution ہے۔

اللہ کے رسولوں کا احترام

اس دنیا میں جب سے انسان کا وجود ہے اللہ تعالی کی طرف سے وحی و رسالت کا سلسلہ جاری ہے۔ قرآن مجید نے صراحت کی ہے کہ ہر زمانے اور ہر قوم میں اللہ کے رسول آتے رہے ہیں۔ ارشاد باری تعالی ہے:

اِنَّمَا مَثَلُ الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا کَمَآءٍ اَنۡزَلۡنٰہُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخۡتَلَطَ بِہٖ نَبَاتُ الۡاَرۡضِ مِمَّا یَاۡکُلُ النَّاسُ وَ الۡاَنۡعَامُ ؕ حَتّٰۤی اِذَاۤ اَخَذَتِ الۡاَرۡضُ زُخۡرُفَہَا وَ ازَّیَّنَتۡ وَ ظَنَّ اَہۡلُہَاۤ اَنَّہُمۡ قٰدِرُوۡنَ عَلَیۡہَاۤ ۙ اَتٰىہَاۤ اَمۡرُنَا لَیۡلًا اَوۡ نَہَارًا فَجَعَلۡنٰہَا حَصِیۡدًا کَاَنۡ لَّمۡ تَغۡنَ بِالۡاَمۡسِ ؕ کَذٰلِکَ نُفَصِّلُ الۡاٰیٰتِ لِقَوۡمٍ یَّتَفَکَّرُوۡنَ ۔[44]

"دنیا کی یہ زندگی جس کے نشے میں مست ہو کر تم ہماری نشانیوں سے غفلت برت رہے ہو۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے آسمان سے ہم نے پانی برسایا تو زمین کی پیداوار جسے آدمی اور جانور سب کھاتے ہیں، خوب گھنی ہو گئی پھر عین اس وقت جب کہ زمین اپنی بہار پر تھی اور کھیتیاں بنی سنوری کھڑی تھیں اور ان کے مالک سمجھ رہے تھے کہ اب ہم ان سے فائدہ اٹھانے پر قادر ہیں، یکایک رات کو یا دن کو ہمارا حکم آ گیا اور ہم نے اسے ایسا غارت کر کے رکھ دیا کہ گویا کل وہاں کچھ تھا ہی نہیں۔ اس طرح ہم نشانیاں کھول کھول کر پیش کرتے ہیں ان لوگوں کے لیے جو سوچنے سمجھنے والے ہیں "۔ ایک دوسرے مقام پر فرمایا:

وَ یَقُوۡلُ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا لَوۡ لَاۤ اُنۡزِلَ عَلَیۡہِ اٰیَۃٌ مِّنۡ رَّبِّہٖ ؕ اِنَّمَاۤ اَنۡتَ مُنۡذِرٌ وَّ لِکُلِّ قَوۡمٍ ہَادٍ۔[45]

"یہ لوگ جنہوں نے تمہاری بات ماننے سے انکار کر دیا ہے، کہتے ہیں کہ اس شخص پر اس کے رب کی طرف سے کوئی نشانی کیوں نہ اتری؟ تم تو محض خبردار کر دینے والے ہو، اور ہر قوم کے لیے ایک رہنما ہے۔" ان میں سے بعض کا قرآن مجید میں ذکر ہے اور بعض کا نہیں ہے۔ ارشاد ہے:

وَ لَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا رُسُلًا مِّنۡ قَبۡلِکَ مِنۡہُمۡ مَّنۡ قَصَصۡنَا عَلَیۡکَ وَ مِنۡہُمۡ مَّنۡ لَّمۡ نَقۡصُصۡ عَلَیۡکَ ؕ وَ مَا کَانَ لِرَسُوۡلٍ اَنۡ یَّاۡتِیَ بِاٰیَۃٍ اِلَّا بِاِذۡنِ اللّٰہِ ۚ فَاِذَا جَآءَ اَمۡرُ اللّٰہِ قُضِیَ بِالۡحَقِّ وَ خَسِرَ ہُنَالِکَ الۡمُبۡطِلُوۡنَ ۔[46]

[43] القرآن 20 : 18
Al-Quran 20 : 18

[44] القرآن 24: 10
Al-Quran 24 :10

[45] القرآن 7 : 13
Al-Quran 7 : 13

[46] القرآن 78: 40
Al-Quran 78 : 40

"اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم)، تم سے پہلے ہم بہت سے رسول بھیج چکے ہیں جن میں سے بعض کے حالات ہم نے تم کو بتائے ہیں اور بعض کے نہیں بتائے۔ کسی رسول کی بھی یہ طاقت نہ تھی کہ اللہ کے اذن کے بغیر خود کوئی نشانی لے آتا پھر جب اللہ کا حکم آگیا تو حق کے مطابق فیصلہ کر دیا گیا اور اس وقت غلط کار لوگ خسارے میں پڑ گئے۔"

قرآن مجید کی رو سے ایک مسلمان کے لیے اللہ کے تمام پیغمبروں پر ایمان رکھنا اور ان کو برحق ماننا ضروری ہے۔ جن پیغمبروں کا قرآن نے نام بہ نام ذکر کیا ہے وہ اسی تفصیل اور تعیین کے ساتھ ان کے پیغمبر ہونے کی شہادت دیتا ہے اور جن کے پیغمبر کی قرآن نے صراحت نہیں کی ہے۔ ان پر اجمالی ایمان رکھتا ہے۔ ان پیغمبروں میں جو اصل تعلیمات تھیں، قرآن ان کی تائید اور تصدیق کرتا ہے اور جن تعلیمات میں تحریف ہو گئی ہے ان کی اصلاح کرتا ہے۔

ایک مسلمان اپنے ایمان اور عقیدے کے لحاظ سے کسی بھی پیغمبر کی توہین کا ارتکاب نہیں کر سکتا۔

ذمیوں کے حقوق

اسلامی ریاست ذمیوں (غیر مسلم رعایا) کی جان، مال اور عزت و آبرو کی حفاظت کی ذمہ دار ہے۔ ان کے ساتھ زیادتی کی وہ کسی مسلم یا غیر مسلم کو اجازت نہیں دے گی۔ ان پر کسی طرف سے حملہ ہو تو اس کا دفاع کرے گی۔[47]

اگر وہ دشمن کے قبضے میں چلے جائیں اور انھیں اس زمانے کے دستور کے مطابق غلام بنالیا جائے تو اسلامی ریاست انھیں ان سے رہا کرائے گی اور وہ اس کے غلام نہیں بلکہ حسب سابق آزاد ہوں گے۔ صحیح بخاری کے ایک باب کا عنوان ہے۔ یقاتل عن اھل الذمہ ولا یسترقون۔

اہل کی طرف سے جنگ کی جائے گی اور انھیں غلام نہیں بنالیا جائے گا۔

اس کی تائید میں امام بخاری نے ذمیوں سے متعلق حضرت عمر کی نصیحت نقل کی ہے۔[48] علامہ ابن قدامہ حنبلی اس صورت حال کے بارے میں لکھتے ہیں کہ ذمی کو غلام نہیں بنایا جائے گا اور ان کے حقوق فوت نہیں ہوں گے۔[49] ایک اور موقع پر کہتے ہیں:

جب کسی کے ذمی ہونے کا معاہدہ ہو جائے تو امام کے لیے اس کی حمایت کرنا ضروری ہے تاکہ مسلمان یا اہل حرب یا ذمی اس کے ساتھ زیادتی نہ کریں۔[50]

شخصی قوانین پر عمل کا حق

اسلامی ریاست میں ہر مذہب کے ماننے والوں کو اپنے مذہب پر عمل کی آزادی ہو گی۔ جن میں عبادات، نکاح و طلاق، موت و حیات اور دیگر شخصی اور عائلی امور شامل ہیں۔ ان کے اِن امور میں ریاست کی مداخلت نہ ہو گی، اس کے لیے ان کی الگ عدالتیں بھی قائم کی جا سکتی ہیں۔ ہاں اگر وہ کسی معاملے میں اسلامی عدالت کی طرف رجوع کریں تو وہ ان کے قانون کے تحت نہیں بلکہ اپنے قانون کے تحت فیصلہ کرے گی لے۔[51]

47۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو راقم کی کتاب غیر مسلموں سے تعلقات اور ان کے حقوق بحث اسلام اور دیگر مذاہب نیز اہل کتاب کے ساتھ اسلام کا رویہ، ص10

For details see Raqim's book Relations with non-Muslims and their rights, discussion of . Islam and other religions and Islam's attitude towards the People of the Book, Pg 10

48 بخاری، کتاب الجہاد۔ ص14

Bukhari Kitab ul Jihad Pg 14

49۔ ابن قدامہ، المغنی، 49 / 13

Ibne Qadla , AlMughni 13/ 49

50۔ بن قدامہ، المغنی 250 / 13

Ibne Qadla , AlMughni 13 / 250

51. تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو راقم کا مضمون اسلامی ریاست میں غیر مسلموں پر اسلامی قانون کا نفاذ کس حد تک ہو گا۔ سہ ماہی تحقیقات اسلامی، علی گڑھ، اکتوبر ۔دسمبر 2004ء، ص25

عظیم مذہب میں پناہ

یہاں اس غلط فہمی کو دور کرنے کی غرض سے یہ ہے کہ دیگر عوامل کے ساتھ یہ عیسائیت سے عملی طور پر نفرت ہی کا نتیجہ تھا کہ اس احقر کو اللہ تعالیٰ نے دین اسلام، جیسے عظیم مذہب میں پناہ لینے کی توفیق عطا فرمائی۔ اور ستمبر ۱۹۹۲ء" جنگ لندن کی سروے رپورٹ میں نو مسلموں کے حوالے سے آنجناب یہ جملہ بھی پڑھ آئے ہیں کہ : برطانوی چرچوں کے تیزی سے لادینیت کی طرف مائل ہونے کے زاایمان نے لوگوں کو عیسائیت سے تحفہ کرنے اور اسلام قبول کرنے کے مجبور کیا ہے ہم مذکورہ بالا جملے کو بار بار پڑھیں اور پھر انصاف سے فرمائیں کہ مذہب کے عمل اور ایسے عمل سے نفرت کا اظہار کون کر رہے ہیں؟ یعنی دین اسلام کو کیا " آنجناب اپنے ارشاد کے اگلے ٹکڑے میں فرماتے ہیں: دوسرے اس کو کیا اپنائیں گے۔

غلط فہمی

ان گزارشات کا مقصد صرف اور صرف دین اسلام'' اور ''اہل اسلام کے بارے میں '' غلط فہمی کو دور کرنے کی بنیاد پر اپنے موقف کا اظہار ہے۔ یا کسی بھی عیسائی سے اس ناکارہ کا کوئی ذاتی جھگڑا کیا ہو سکتا ہے لہذا اس احقر کے موقف کو قبول کرنا یا نہ کرنا آنجناب کے اختیار میں ہے۔

چنانچہ اس بنیاد پر آخر میں وہ یہ کہ عیسائی اور اہل اسلام'' دونوں اپنی اپنی جگہ حضرت عیسی (یسوع مسیح) سے محبت اور عقیدت رکھتے ہیں اور سب جانتے ہیں کہ اہل اسلام'' اور عیسائی حضرت عیسی (یسوع مسیح) کے بارے میں دو مختلف عقائد و نظریات رکھتے ہیں ۔

اور یہ بات بھی سب جانتے ہیں کہ اہل اسلام کے یہاں ان عقائد و نظریات کی بنیاد قرآن وحدیث کی عظیم تعلیم کا سرچشمہ ہے جس میں حضرت عیسی نے (یسو مسیح)کی دعوت و تعلیم کی ٹھیک ٹھیک نشاندہی موجود ہے۔ جبکہ دوسری جانب عیسائیت پولس کے خود ساختہ عقائد و نظریات کا شکار ہو کر حضرت عیسی اپنے (یو مسیح)کی لائی ہوئی اصل اور توحیدی تعلیم کھو چکی ہے۔ چنانچہ ایمانی عقائد کے اعتبار سے اس افسوسناک صورت حال کی وضاحت کرتے ہوئے جیوش انسائیکلو پیڈیا کہتا ہے۔ دو نصرانیت تو اپنے پہلے ہی دور سے مسیحیت قبول کرنے والے اہل روم کی اصنام پرستی، جاہلوں کی تاویلات اور غلو کرنے والوں کی تحریف سے دوچار ہو چکی تھی اور ان تاویلات تحریفات اور رسوم کے طلبہ کی تہہ میں حضرت مسیح علیہ السلام کی لائی ہوئی سادہ تعلیمات دب کر رہ گئی تھیں توحید کی روشنی اور خدائے واحد کی عبادت کی تعلیم سب ان گہرے بادلوں کے پیچھے پوشیدہ ہو چکی تھی، اس صورت حال کے پیدا کرنے کی سب سے بڑی ذمہ داری پادری پال (۱۰-۱۶۵) پر ہے جس کو مسیحیت کی قیادت اور تعلیمات مسیح کو بیان کرنے کی ذمہ داری قریب ہی عرصہ میں حاصل ہو گئی تھی متعدد اہل علم و تحقیق کی رائے یہ ہے کہ آج عیسائیت کی جو مسخ شدہ شکل موجود ہے اور تجسیم و تمثیل کا عقید ہ اور قدیم خلفائے میں ان سے زیادہ بودہ مذہب کے رسوم جو اس کے اندر سرائیت کر گئے ہیں یہ سب سینٹ پال ہی کی دین ہے اور عیسائیت کی موجودہ ہیئت وہی ہے جس کو گذشتہ بارہ صدیوں سے عیسائی دنیا، مسیحیت کے قدامت پسند مذہب کی حیثیت سے سینہ سے لگائے ہوئے ہے۔[52]

مذہب پر گفتگو ہو سکتی ہے

دین و مذہب کی حقانیت اور صداقت پر سنجیدہ گفتگو ہو سکتی ہے۔ اقرآن مجید نے اس معاملے میں 'جدال حسن' کی طرح ڈالی ہے۔ ارشاد ہے:

وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ ۔[53] ان سے بہتر طریقے سے مجادلہ کرو۔

For details, see Rakim's article to what extent Islamic law will be enforced on non-Muslims in an Islamic state. Islamic Research Quarterly, Aligarh, October. December 2004 , Pg 25

[52]. خالد محمود صاحب، اسلام، عیسائیت اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام، اشاعت، جمادی الثانیہ 1420ھ، اکتوبر 1999ء، موہن روڈ چوک اردو بازار، کراچی، ص 152 ، 153

Khalid Mahmood Sahib, Islam, Christianity and Sayyidna Isa (peace be upon him), Publication, Jamadi Al-Thania 1420 AH, October 1999, Mohan Road Chowk Urdu Bazar, Karachi, Pg 152 , 153

[53] القرآن 16 : 125

Al-Quran 125 : 16

'جدال حسن ' یہ ہے کہ دلائل کے ذریعہ بات ہو اور اپنے موقف کی صداقت کو ثابت کرنے کی کوشش کی جائے۔ مذہب پر گفتگو کے عنوان سے تعصب اور نفرت کی فضا پیدا کرنا اور جنگ وجدال کا بازار گرم کرنا ممنوع ہے۔

اس حساس مسئلہ میں یہ ہدایت بھی کی گئی ہے کہ مجلس میں افہام و تفہیم کی جگہ مخاطب کی طرف سے بات کو الجھانے اور اسے غلط رخ دینے کی کوشش ہونے لگے تو مجلس چھوڑ دی جائے۔ مذہب پر اظہار خیال کے اس سے زیادہ معقول اور مہذب طریقے کا تصور بھی مشکل ہی سے کیا جا سکتا ہے۔

مذہب پر گفتگو کے حدود

مذہب پر گفتگو ہو تو اللہ تعالیٰ، اس کے رسولوں، اس کی نازل کردہ کتابوں اور مذہب کی معزز اور برگزیدہ شخصیتوں کا پورا احترام ہونا چاہیے۔ ان کی شان میں بد تہذیبی اور گستاخی ایک قابل تعزیر جرم ہے، جس کے ارتکاب پر اسلامی ریاست قانونی کارروائی کرے گی۔

غرفہ بن حارث صحابی رسول ہیں۔ مصر کے ایک نصرانی کے پاس سے ان کا گزر ہوا جس کا نام مندقون بتایا جاتا ہے۔ انھوں نے اسے اسلام کی دعوت دی۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بدزبانی کرنے لگا۔ یہ بات عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ (گورنر) تک پہنچائی گئی۔ اسے انھوں نے طلب کیا۔ غرفہ سے بھی کہا۔ ہمارا ان سے عہد وپیمان ہے، ہمیں اس کی پابندی کرنی چاہیے۔ اس پر غرفہ نے کہا۔ معاذاللہ! معاہدہ اس لیے نہیں ہے کہ وہ ہمیں اللہ اور رسول کے سلسلے میں اذیت پہنچائیں۔ ہم نے انھیں یہ حق دیا ہے کہ وہ اپنے کلیساؤں میں، جو چاہیں کریں، اس میں کوئی مداخلت نہ ہو گی۔ ان پر طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالا جائے گا، ان کی حفاظت کے لیے وقت ضرورت جنگ بھی کی جائے گی اور انھیں اپنے احکام پر عمل کی اجازت دی ہو گی۔

ہاں اگر وہ ہمارے پاس مقدمہ لائیں تو ہم اللہ کی کتاب کے مطابق فیصلہ کریں گے۔ عمرو بن عاص نے تائید کی اور کہا آپ نے درست فرمایا۔ [54]

خلاصہ

آسمانی مذاہب کی تاریخ اتنی ہی پرانی ہے جتنی کہ انسان کی تاریخ، شروع دن سے ہی جہاں وجود انسانی کی مادی آرائش وافزائش پوری کرنے کے لئے کبھی نا ختم ہونے والے وسائل مہیا کر دیئے گئے وہیں روحانی واخلاقی اصلاح اور مقصد تخلیق وضع کرنے کے لئے انبیاء علیہم السلام کا ایک طویل سلسلہ جاری کر دیا گیا اور ان پر نازل ہونے والی آسمانی کتابوں کا بنیادی ومرکزی نکتہ بھی اپنی پوری وضاحت کے ساتھ بیان کر دیا گیا کہ خداوند تمہارا خدا ایک ہی خدا ہے، وہی خالق کائنات ہے اور تم سب کو اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے، تمام عبادات، رکوع وسجود، اطاعت اور ہر طرح کی حمد وتعریف اس کے لئے ہے۔ الہامی مذاہب کی یہ ہمیشہ مسلمہ تعلیمات رہی ہیں جس پر اسلام شاہد ہے۔ دن، مہینے، سال اور زمانے بدلنے کے ساتھ ساتھ نا صرف قوم، قبیلے، لوگ بدلے بلکہ ان کی سوچ بدلی جس کا اثر ان کے مذاہب کے مسلمہ اصولوں پر پڑنے لگا اور اس طرح لوگ کئی طرح کے گروہوں اور فرقوں کا شکار ہو گئے اور نئے نئے مذاہب وجود میں آنا شروع ہو گئے۔ لہذ ابڑے عقائد کی اصلاح اور باطل نظریات کی بیخ کنی کے لئے اللہ سبحان وتعالیٰ ہر دور میں نبیوں کو بھیجتے رہے جب کہ قوم موسیٰ کی سرکشی وبغاوت حد سے تجاوز کر گئی تو موسیٰ علیہ السلام کے رب نے سیدنا مسیح علیہ السلام کو اس قوم کی طرف بھیجا مسیح علیہ السلام کم وبیش اپنی عمر کے 33 برس ان میں گزارے اور ان کی رشد وہدایت کا سامان کرتے رہے کچھ لوگ خدائے یکتا پر ایمان لائے مگر اکثریت نے نا صرف آپ کی نبوت ورسالت کا انکار کیا بلکہ آپ پر کفر کا فتویٰ لگا کر سزائے موت کا مطالبہ کرنے لگے بگڑے ہوئے یہود کے ظلم وبربریت سے بچانے کے لئے خالقِ ارض وسماں نے مسیح علیہ السلام کو زندہ ہی آسمانوں پر اٹھا لیا اور آپ کے جان نشین وبچے پیروکار آپ علیہ السلام کے مشن کی تبلیغ کرتے رہے بالآخر وہ بھی اپنے مالک حقیقی سے جا ملے اور پھر بعد میں آنے والے پیروان مسیح نے بھی نا صرف اپنی خواہش قلم کی جنبش سے الہامی کتب کو تحریف کا نشانہ بنایا بلکہ آسمانی تعلیمات کو یکسر بدل کے رکھ دیا۔ آج کا معصوم مسیحی

---

[54] الھیثمي: رواہ الطبراني في الاوسط فیہ عبداللہ بن صالح کاتب اللیث قال عبدالملک بن سعید بن اللیث ثقۃ مامون وضعفہ جماعۃ وبقیۃ رجالہ ثقات 167 مع الزوائد ومنبع الفوائد: 5/636۔ نیز ملاحظہ ہو: 6/398

Al-Haythami : Narrated by al-Tabarani in Al-Awsat, Abdullah bin Saleh, the writer of al-Laith, said: Abdul Malik bin Saeed bin al-Laith said, "The trust of Ma'mun, the trust of the congregation, and the rest of the men of the people, trust." 167, with Al-Zawaid and Source of Benefits: 636/5. See also: 6/398

مسیح علیہ السلام کی اصل تعلیم اور تاریخ سے اس قدر لا علم ہے کہ وہ یہ سمجھ رہا ہے کہ مروجہ کتب مقدسہ و مسیحی عقیدہ رسولی، نیقیہ اور اثناسیس یا انتھنا سیسی عقائد یعنی تثلیث، ابن اللہ موروثی گناہ اور عقیدہ تثلیث و کفارہ مسیح علیہ السلام کے وضع کردہ ہیں جبکہ یہ بات ہرگز درست نہیں کیونکہ سابقہ الہامی کتب اور تاریخ اپنے سینے میں اس قدر حقائق اور براہین لئے مسیحیت پر نوحہ کناں ہے کہ جس سے صرف غیر ہی نہیں اپنے بھی پریشان ہیں۔ باوجود تحریف و تبدل کے اگر آج بھی وہ مواعظ جو سیدنا مسیح علیہ السلام سے برائے راست اناجیل میں نقل کیے گئے ہیں انکا موازنہ عہد نامہ قدیم سے کریں تو احساس ہو گا کہ یہ وہی فطری تعلیمات، عقائد و نظریات ہیں جس کا تسلسل انبیائے سابقہ سے چلا آ رہا تھا جبکہ اس کے برعکس مروجہ عیسائیت میں پولس کے خود ساختہ عقائد، اور نظریات کا یعنی مواعظ مسیح علیہ السلام، عہد نامہ قدیم اور انبیاء سابقہ سے کریں تو شرق و غرب کا اختلاف نظر آتا ہے۔ اناجیل و تعلیمات مسیح، بائبل کا Jesus موازنہ تصور الہام، عقائد، تحریف اور نظریات پولس و دیگر عناوین قریب دو ہزار سال سے محققین و متکلمین کا موضوع بحث بنے ہوئے ہیں جس نے بہت ساری تقاریر و تحاریر کو جنم دیا۔

علماء کا اتفاق ہے کہ اسلام یا کسی دوسرے آسمانی مذہب اور اللہ کے رسول کی توہین مسلم یا غیر مسلم کوئی بھی کرے اس کے خلاف اقدام کیا جائے گا۔ بیشتر فقہاء اس کے لیے قتل کی سزا تجویز کرتے ہیں۔ امام ابو حنیفہ کے نزدیک پیغمبر کے سب و شتم پر قتل کی سزا نہیں ہے، البتہ کوئی شخص بار بار یہ حرکت کرے تو تعزیر کے طور پر اسے قتل کیا جاسکتا ہے۔[55]

یہ سزائیں بہ ظاہر سخت معلوم ہوتی ہیں لیکن مذاہب کا احترام اور وقار باقی رکھنے کے لیے ضروری ہیں ورنہ اندیشہ ہے کہ مذہب مذاق کا موضوع بن کر نہ رہ جائے۔ مشرکین عرب رسالت کے قائل نہیں تھے۔ ان کے پاس کوئی آسمانی کتاب نہیں تھی۔ انھوں نے توحید کی جگہ شرک اور بت پرستی اختیار کر رکھی تھی۔ اسلام نے اپنے ماننے والوں کو ہدایت کی ہے کہ اس حساس اور نازک موضوع پر ان سے گفتگو اس ڈھنگ سے ہو کہ ان کے مذہبی جذبات مشتعل نہ ہوں، ورنہ اس کا ردعمل ہو گا اور بات اس حد تک بڑھے گی کہ خدا کی شان ہی میں گستاخی ہونے لگے گی۔

وَ لَا تَسُبُّوا الَّذِیۡنَ یَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ فَیَسُبُّوا اللّٰہَ عَدۡوًۢا بِغَیۡرِ عِلۡمٍ ؕ کَذٰلِکَ زَیَّنَّا لِکُلِّ اُمَّۃٍ عَمَلَہُمۡ ۪ ثُمَّ اِلٰی رَبِّہِمۡ مَّرۡجِعُہُمۡ فَیُنَبِّئُہُمۡ بِمَا کَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۰۸﴾[56]

اور (اے ایمان لانے والو!) یہ لوگ اللہ کے سوا جن کو پکارتے ہیں انہیں گالیاں نہ دو، کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ شرک سے آگے بڑھ کر جہالت کی بنا پر اللہ کو گالیاں دینے لگیں۔ ہم نے تو اسی طرح ہر گروہ کے لیے اس کے عمل کو خوشنما بنا دیا ہے، پھر انہیں اپنے رب ہی کی طرف پلٹ کر آنا ہے، اس وقت وہ انہیں بتا دے گا کہ وہ کیا کرتے رہے ہیں۔

یہ نصیحت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیروؤں کو کی گئی ہے کہ اپنی تبلیغ کے جوش میں وہ بھی اتنے بے قابو نہ ہو جائیں کہ مناظرے اور بحث و تکرار سے معاملہ بڑھتے بڑھتے غیر مسلموں کے عقائد پر سخت حملے کرنے اور ان کے پیشواؤں اور معبودوں کو گالیاں دینے تک نوبت پہنچ جائے، کیونکہ یہ چیز ان کو حق سے قریب لانے کے بجائے اور زیادہ دور پھینک دے گی۔ یہاں پھر اس حقیقت کو ملحوظ رکھنا چاہیے جس کی طرف اس سے پہلے بھی ہم اشارہ کر چکے ہیں کہ جو امور قوانین فطرت کے تحت رونما ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں اپنا فعل قرار دیتا ہے، کیونکہ وہی ان قوانین کا مقرر کرنے والا ہے اور جو کچھ ان قوانین کے تحت رونما ہوتا ہے وہ اسی کے امر سے رونما ہوتا ہے۔ جس بات کو اللہ تعالیٰ یوں بیان فرماتا ہے کہ ہم نے ایسا کیا ہے، اسی کو اگر ہم انسان بیان کریں تو اس طرح کہیں گے کہ فطرتاً ایسا ہی ہوا کرتا ہے۔

---

[55] علامہ ابن قیم نے فقہاء کے خیالات سے قرآن وحدیث کی روشنی میں۔ ملاحظہ ہو: احکام اہل الذمہ: ج3ص 1357 تا1457

Allama Ibn Qayyim has discussed in great detail the views of the jurists in the light of the Qur'an and Hadith. See: Rulings of Ahl al-Duzmah: Volume 3, Pg 1357 to 1457

[56] القرآن 6 : 108

Al-Quran 6 : 108

This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial-ShareAlike 4.0 International (CC BY-NC-SA 4.0)